تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

04

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

19 تا 25 جمادی الثانی 1442ھ / 2 تا 8 فروری 2021ء

دین کا پیغامِ حق

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی فطرت میں نیکی اور بدی کو پہچاننے کی اہلیت، نیکی کو اختیار کرنے اور بدی سے بچنے کی خواہش ودیعت کر دی ہے۔ تمام انبیاء کرام ؑ نے دعوت کے ذریعے پیغام الٰہی کو لوگوں تک پہنچایا اور ان کو شیطان سے بچنے اور رحمٰن کے راستے پر چلنے کی دعوت دی۔ دعوتِ دین اور احکام شرعیہ کی تعلیم دینا شیوۂ پیغمبری ہے۔ تمام انبیاء ورسل کی بنیادی ذمہ داری تبلیغ دین اور دعوت وابلاغ ہی رہی ہے۔ امت مسلمہ کو دیگر امم سے فوقیت بھی اسی فریضۂ دعوت کی وجہ سے ہے۔ دعوت دین ایک اہم دینی فریضہ ہے جو اہل اسلام کی اصلاح، استحکامِ دین اور دوام شریعت کا موثر ذریعہ ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اسے شریعت کا جتنا علم ہو، شرعی احکام سے جتنی واقفیت ہو اور دین کے جس قدر احکام سے آگاہی ہو وہ دوسروں تک پہنچائے۔ علماء وفضلاء اور واعظین ومبلغین پر مزید ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ فریضۂ دعوت کو دینی وشرعی ذمہ داری سمجھیں اور دعوت دین کے کام کو مزید عمدہ طریقے سے سرانجام دیں۔ دین کا پیغامِ حق ہر فرد تک پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ دعوت کے کام کو متحرک کیا جائے۔

مولانا عبداللہ ؒ

اس شمارے میں

چاہ کن را چاہ درپیش

غلبۂ دین کی جدوجہد اور ہم

امریکہ میں اقتدار کی منتقلی اور ......

احساسِ زیاں جاتا رہا!

حضرت رقیہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ

علامہ ابن باز ؒ کا دانشمندانہ فیصلہ

ناپاک مرد و عورت کا انجام

الھدیٰ (922)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ النّور | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت: 26

اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَ الۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ ۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ وَ الطَّیِّبُوۡنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوۡنَ مِمَّا یَقُوۡلُوۡنَ ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ﴿۲۶﴾

آیت ۲۶: ﴿اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَ الۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ ۚ﴾ ”ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے۔“

﴿وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ وَ الطَّیِّبُوۡنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ﴾ ”اور پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لیے ہیں اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لیے۔“

﴿اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوۡنَ مِمَّا یَقُوۡلُوۡنَ ؕ﴾ ”یہ لوگ بری ہیں اُن باتوں سے جو لوگ کہتے ہیں۔“

﴿لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ﴿۲۶﴾﴾ ”اُن کے لیے مغفرت ہے اور رزقِ کریم ہے۔“

یہ ایک اصولی بات فرمائی گئی کہ ناپاک اور بدکردار مرد و زن ایک دوسرے کے لیے کشش رکھتے ہیں اور پاکباز مرد و زن ایک دوسرے سے طبعی مناسبت رکھتے ہیں۔ اس کی نوعیت بھی درحقیقت ایک اخلاقی تعلیم کی ہے‘ جیسا کہ قبل ازیں آیت ۳ میں بھی اخلاقی تعلیم دی گئی تھی کہ زانی مرد صرف زانیہ یا مشرکہ سے ہی نکاح کرے اور اسی طرح ایک زانیہ بھی صرف کسی زانی اور مشرک سے ہی نکاح کرے۔ دراصل ان ہدایات سے مراد اور مدعا یہ ہے کہ اسلامی معاشرے کا مجموعی مزاج اس قدر پاکیزہ ہو‘ اس کی اخلاقی حس اتنی جاندار ہو اور اس کی اخلاقی اقدار اس حد تک استوار ہوں کہ کسی بھی غلط کار فرد کے لیے‘ چاہے وہ مرد ہو یا عورت‘ مسلم معاشرے میں کوئی جگہ نہ ہو۔ ایسا فرد خود اپنی نظروں میں ذلیل ہو کر معاشرے سے مکمل طور کٹ کر رہ جائے۔

فرمانِ نبویؐ

بُری صحبت سے بچیں

عَنۡ أَبِیۡ هُرَيۡرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّجُلُ عَلٰى دِيۡنِ خَلِيۡلِهٖ فَلۡيَنۡظُرۡ أَحَدُكُمۡ مَنۡ يُّخَالِلُ))

(رواہ ابوداوٗد والترمذی)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔“

تشریح: حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ انسان اکثر وہی طور طریقے اور طرزِ زندگی اختیار کرتا ہے جو اس کے ساتھی کے ہوتے ہیں۔ اچھے دوست کی صحبت سے اچھائی اور برے دوست کی صحبت سے برائی حاصل ہوتی ہے اس لیے کسی سے دوستی کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ دوست اچھا اور دیندار ہو ورنہ بری صحبت تباہی کا باعث ہو گی۔

ادا ریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چاہ کن را چاہ در پیش

''گڑھا کھودنے والے کے آگے گڑھا ہی آتا ہے''

سرزمین ہند میں یقیناً صدیوں سے ہندوؤں کی غالب اکثریت آباد ہے۔ ہندو ہی یہاں حکمران تھے۔ چندر گپت موریہ اور اشوک اعظم جیسے ذہین وفطین اور دبدبے والے حکمرانوں نے تاریخ ہند میں بلند مقام بھی حاصل کیا۔ چانکیہ جو چندر گپت موریہ کا وزیر اعظم تھا اس کی ڈاکٹرائن کہ ''ہمسایہ سے دشمنی اور ہمسائے کے ہمسائے سے دوستی کرو'' کا آج بھی ہندوستان میں بول بالا ہے اور بھارت کی خارجہ پالیسی کا اگر باریک بینی سے جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آج بھی بھارت کسی حد تک اس ڈاکٹرائن پر عمل پیرا ہے۔ پاکستان کے ہمسایہ ممالک افغانستان اور ایران سے انڈیا کی دوستی کی کوششیں ظاہر وباہر ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ بھی تاریخی لحاظ سے ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا ہندو حکمران ہندوستان کو متحد نہ کر سکا۔ مرکزی حکومت کی رٹ کبھی بھی تمام ہندوستانی ریاستوں میں قائم ہی نہ ہو سکی۔ اس دور میں ان ریاستوں کے راجے کسی مرکزی حکومت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہندوستان کو سب سے پہلے مسلمانوں نے متحد کیا یعنی مسلمان ایسی مرکزی حکومت قائم کرنے میں بالعموم کامیاب ہو گئے جس کی رٹ پورے ہندوستان میں تسلیم کی گئی اگرچہ بغاوتیں ہوتی رہیں۔ اکبر جیسا بادشاہ ڈپلومیسی سے اور اورنگ زیب بزور بازو ان بغاوتوں کو فرو کرتے رہے۔ بعد ازاں انگریز مسلمانوں سے بھی بڑھ کر ہندوستان کو متحد رکھنے میں کامیاب ہوا۔ البتہ یہ واضح فرق رہا کہ مسلمانوں نے کئی صدیاں ہندوستان پر حکمرانی کی اور انگریز پورے ہندوستان پر صرف نوے (90) سال حکومت کر سکا۔ انگریز جب ہندوستان سے نکلا یا نکالا گیا تو ہندوستان واضح طور پر تقسیم ہو گیا۔

ہندوستان کے مسلمان پاکستان کے نام سے ایک علیحدہ ملک بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ ہندو کی بہت بڑی ناکامی اور تاریخی شکست تھی۔ اس ناکامی کو پنڈت نہرو کی بہن وجے لکشمی پنڈت نے بہترین الفاظ میں بیان کیا۔ وہ کہتی ہیں اگر کانگریس میں ایک محمد علی جناح ہوتا اور مسلم لیگ میں ایک سو (100) گاندھی ہوتے تو ہندوستان کسی صورت تقسیم نہ ہوتا۔ برصغیر کی تقسیم نے ہندو کی نااہلی ثابت کی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندو کی تنگ نظری، تنگ دلی اور تنگ سوچ ہندوستان کو متحد کرنے میں رکاوٹ ہے۔ ہندو کی نفسیات یہ ہے کہ سامنے اگر کمزور ہے تو اسے اس طرح ہڑپ کرو کہ اس کی ہڈیاں بھی چبا جاؤ اور اگر مقابلے میں کوئی زور آور ہے تو ہاتھ جوڑ دو، پاؤں پڑ جاؤ۔ کشمیر، حیدر آباد دکن، جونا گڑھ پر قبضہ کیا اور ہمسائے ممالک بھوٹان، مالدیپ، سری لنکا اور نیپال سے بدترین سلوک کیا بلکہ انھیں غلام بنانے کی کوشش کی اور چین کے سامنے آنکھیں بھی اونچی نہیں کرتا۔ آج بھی نریندر مودی چین کا نام منہ سے نکالتے سے ڈرتا ہے۔ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر امریکہ اور یورپ کے یہود ونصاریٰ اسلام دشمنی میں بھارت کی بے جا حمایت بلکہ سرپرستی نہ کرتے تو بھارت اپنے جابرانہ اور ظالمانہ رویے اور مذہب کے حوالے سے اندھے تعصب کی وجہ سے کب کا بکھر چکا ہوتا۔ اس وقت بھی بھارت کے دو صد سے زیادہ

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
19 تا 25 جمادی الثانی 1442ھ جلد 30
2 تا 8 فروری 2021ء شمارہ 04
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دار الاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اضلاع ہیں جہاں مرکزی حکومت کی رٹ نہیں ہے۔ بھارت جو مودی دور سے ہندوتوا کو ملک میں مسلط کر رہا ہے اور اس آڑ میں مسلمانوں پر جو ظلم وستم ڈھا رہا ہے اس کے بالآخر نتائج برآمد ہوں گے۔

بھارت نے 1984ء میں گولڈن ٹیمپل پر حملہ کیا اور ہزاروں سکھوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ آج سکھوں کے وہ زخم ہرے ہو رہے ہیں۔ سکھوں نے جو اڑھائی ماہ سے دہلی کا محاصرہ کیا ہوا ہے اور بھارت کی حکومت سے نئے زرعی قانون واپس لینے کا مطالبہ کر رہے ہیں فی الحال یہ احتجاج معاشی حوالے سے ہے۔ لیکن یہ احتجاج اتنا زوردار، منظم اور عدم تشدد پر مبنی ہے کہ بھارت کی مرکزی حکومت کانپ رہی ہے۔ حکومت 26 جنوری کو سکھوں کی دہلی جانے والی ریلی روکنے میں بری طرح ناکام ہوئی۔ سکھوں نے لال قلعہ پر اپنا مذہبی جھنڈا لہرا دیا۔ سکھ 30 جنوری سے ملکی سطح پر حکومت مخالف ریلیاں نکال رہے ہیں۔ اگر اِن ریلیوں کے دوران بھارت کی مرکزی حکومت اور سکھوں میں تصادم ہو گیا تو یہ احتجاج خطرناک رُخ اختیار کر سکتا ہے اور نئے زرعی قوانین کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کرنے والے سکھوں نے اگر آزاد خالصتان کو اپنا مطالبہ بنا لیا تو بھارت میں بڑی خوفناک خونریزی ہوگی۔ ہم بھارت میں کسی قسم کی خونریزی کے خواہش مند نہیں لیکن ہم یہ سوال ضرور اٹھائیں گے کہ اگر دو کروڑ سے کم سکھوں نے نئے زرعی قوانین پر مودی سرکار پر زلزلہ طاری کر رکھا ہے تو آخر ہندوستان کے 24 کروڑ مسلمان کب اپنے بنیادی حقوق حاصل کر سکیں گے۔ ہم کسی صورت انھیں بغاوت پر اکسانا نہیں چاہیں گے لیکن ہندوتوا مسلط کرنے والے ہندوجن کی سرپرستی مودی حکومت کر رہی ہے کب تک مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے رہیں گے اور ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت کب تک یوں بلا مزاحمت اپنی گردنیں کٹواتی رہے گی۔

بھارتی حکومت کے متضاد رویے کا عالم یہ ہے کہ ایک طرف ایک کلو گائے کا گوشت رکھنے والے کو بے دردی سے قتل کر دیا جاتا ہے اور دوسری طرف وہ دنیا میں سب سے زیادہ گائے کا گوشت برآمد کرنے والا ملک ہے۔ بات واضح ہے کہ مسئلہ گائے کو ذبح کرنے کا نہیں مسئلہ یہ ہے کہ بی جے پی کی حکومت ہندوستان میں کسی کو مسلمان بن کر رہتے دیکھنے کو تیار نہیں۔ ایک حکومتی نمائندہ یہ دعویٰ کر چکا ہے کہ 2021ء کے آخر تک ہندوستان میں صرف ہندو رہیں گے۔ گویا تمام غیر ہندوؤں کو دیوار سے لگا کر متعصب ہندو خود بھارت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ ہم ہندوستان کے مسلمانوں کو مشورہ دیں گے کہ وہ متحد ہوں، منظم ہوں اور اپنے حقوق کے لیے انتہائی پُرامن اور عدم تشدد کی پالیسی اپنا کر ایک بھرپور تحریک چلائیں اور بھارت کی حکومت کو مجبور کریں کہ وہ انھیں تمام شہری حقوق دے جو ہندوؤں کو حاصل ہیں اور جو بھارت کے آئین میں تحریر ہیں۔ پھر یہ کہ اُنھیں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہو اُن کی مساجد اور دوسرے مقدس مقامات کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے اور مذہب کی بنیاد پر کوئی تفریق پیدا نہ کی جائے۔

ہم حکومت پاکستان کو یہ تجویز دیں گے کہ وہ سکھوں کے حوالے سے عملی طور پر تو بھارت کے معاملات میں کوئی مداخلت نہ کرے لیکن بھارت جو اپنی اقلیتوں سے خاص طور پر مسلم اقلیت سے وحشیانہ سلوک کر رہا ہے اس حوالے سے بھرپور انداز میں تمام عالمی فورمز پر آواز اٹھائے اور بھارت کے سیکولرازم اور لبرل ازم کے جھوٹے دعوؤں کو بے نقاب کرے۔ البتہ جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے وہ ایک متنازعہ علاقہ ہے اور بھارت اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل نہ کرنے کا مجرم ہے لہٰذا کشمیر کے حوالے سے ہمیں اب کچھ جارحانہ رویہ اختیار کرنا ہوگا البتہ دہشت گردی اور تخریبی کارروائیوں سے اجتناب کرتے ہوئے کشمیر میں عوامی سطح پر بھرپور تحریک کی ہر قسم کی مدد کی جائے اس کے نتیجہ میں اگر خدانخواستہ بھارت سے کوئی تصادم کی صورتِ پیدا ہو جائے تو وہ کھلم کھلا اور اعلانیہ ہونی چاہیے۔

بھارت کو آئینہ دکھانے کے ساتھ ساتھ مسلمانانِ پاکستان کو اپنے گریبان میں بھی جھانکنے کی ضرورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں ممالک کے مسائل کی اصل جڑ اور بنیاد پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ وجہ ایک ہی ہے۔ 1947ء میں آزاد ہونے والے دونوں ممالک بھارت اور پاکستان اپنی اصل بنیاد سے ڈی ٹریک ہو چکے ہیں۔ انڈیا کی بنیاد ہی ع ان کی جمعیت کا ہے ملک ونسب پر انحصار، کے مصداق وطنی قومیت اور سیکولر نیشنلزم تھی جس سے ہٹ کر وہ ہندوتوا کی طرف رواں دواں ہے لہٰذا ذلیل ورسوا ہو رہا ہے۔ جبکہ پاکستان ع خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی، کے مصداق دنیا کے تمام ممالک سے الگ ہی بنیاد رکھتا ہے یعنی نظریۂ اسلام۔ اور پاکستان کا استحکام بھی اسلام کے ساتھ کامل وابستگی ہی میں مضمر ہے۔ گویا ع قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری۔ لیکن اُس نے عملاً سیکولرازم کی طرف رُخ کر لیا۔ لہٰذا پاکستان کے عوام بھوک اور خوف کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ زرعی ملک ہو کر غیروں سے اناج کی بھیک مانگنا یقیناً عذاب کی بدترین شکل ہے اور ایٹمی ملک ہونے کے باوجود عوام اور حکمران پر خوف طاری ہے اور عالمی طاقتوں کے ہاتھوں بلیک میل ہوتا رہتا ہے اور اُن کی منت سماجت کرتا رہتا ہے۔ بھارت کا حشر کیا ہوتا ہے اس سے زیادہ ہمیں پاکستان کے لیے فکرمند ہونا چاہیے۔ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانا ہمارا دنیوی ودینی ہدف ہونا چاہیے۔ اسی ہدف کے حصول کی سرتوڑ کوشش آخرت میں بھی ہماری نجات کا باعث بنے گی۔ ان شاء اللہ!

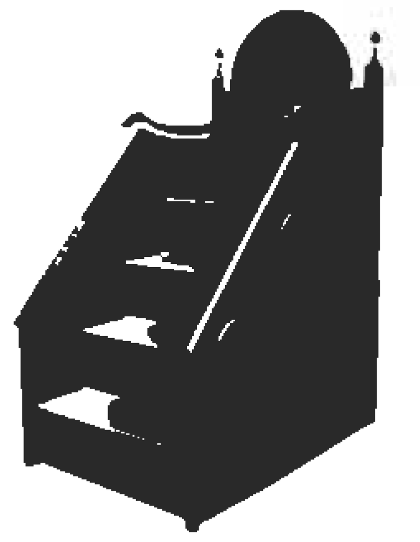

غلبۂ دین کی جدوجہد اور ہم

(سورہ الطور کی آیت 41 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 8 جنوری 2021ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الطور کی آیت 41 سے مطالعہ شروع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَمۡ عِنۡدَهُمُ الۡغَيۡبُ فَهُمۡ يَكۡتُبُوۡنَ ﴿۴۱﴾﴾ ’’کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جسے یہ لکھ رہے ہیں؟‘‘

سمجھایا جا رہا ہے کہ غیب کی باتیں تو اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کو سمجھا رہا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے مطابق تمہیں حق پیش کر رہے ہیں، اب تمہارے پاس کیا کوئی ایسا ذریعہ ہے کہ جہاں سے تمہیں معلوم ہوگیا کہ معاذ اللہ جو کچھ یہ پیش کر رہے ہیں وہ صحیح نہیں ہے؟ اس کا جواب بھی قرآن نے ایک جگہ خود پیش کر دیا کہ بس یہ اپنے گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اور یہ گمان کسی بھی درجے میں (انسان کو) حق سے مستغنی نہیں کرسکتا۔‘‘ (یونس:36)

نبی اکرم ﷺ جو کچھ پیش کر رہے ہیں وہ علیٰ وجہ البصیرت ہے، وہ رب کائنات کی تعلیم کے مطابق ہے اور مشرکین کا معاملہ ہٹ دھرمی کا ہے، یہ اپنے تکبر، دنیوی مفادات یا باطل نظام کی طرف سے جو مناصب ملے ہوئے ہیں اُن کی وجہ سے حق کو جانتے بوجھتے رد کر رہے ہیں۔ اگلی آیت میں ارشاد فرمایا:

﴿اَمۡ يُرِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ؕ فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا هُمُ الۡمَكِيۡدُوۡنَ ﴿۴۲﴾﴾ ’’کیا یہ لوگ کوئی چال چلنا چاہتے ہیں؟ اصل میں تو یہ کافر خود ہی چال کا شکار ہو گئے ہیں۔‘‘

نبی اکرم ﷺ کی 23 سالہ نبوی زندگی میں مکہ مکرمہ کے 13 سال انتہائی صبر کے مراحل پر مشتمل ہیں جہاں مصائب ہیں، مشکلات ہیں، مخالفتیں ہیں، زبانی اذیت بھی ہے اور جسمانی تکالیف بھی ہیں۔ پھر شعب ابی طالب میں تین سال کی قید اور سوشل بائیکاٹ کے مراحل بھی ہیں۔ یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے مکہ میں جھیلا ہے۔ اس پہلو سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا انہوں نے بڑی چالیں چل لیں لیکن بالآخر وہ خود اپنی چالوں میں گرفتار ہوں گے۔ سورۃ الطارق کے آخر میں فرمایا:

’’(اے نبی ﷺ!) یہ لوگ اپنی سی چالیں چل رہے ہیں اور میں بھی اپنی چال چل رہا ہوں۔‘‘ (آیت:15،16)

ایک اور جگہ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَمَكَرُوۡا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيۡرُ الۡمٰكِرِيۡنَ ﴿۵۴﴾﴾ (آل عمران) ’’اب انہوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی چال چلی۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین چال چلنے والا ہے۔‘‘

اللہ کا کلام سچا ہے۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد حق ثابت ہوگیا، جنگ بدر میں مشرکین کو عبرتناک شکست ہوئی اور سازشیں کرنے والوں میں سے ستر افراد اپنے انجام کو پہنچے۔ پھر 8 ہجری میں رسول اللہ ﷺ دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور فتح مکہ کی صورت میں قرآن کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اور آپؐ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج درفوج۔‘‘ (النصر:2)

آج بھی اگر آپ ﷺ کے ماننے والے واقعتا اپنے امتی ہونے کا ثبوت پیش کریں اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے لیے اسی طرح مخلصانہ جدوجہد کریں تو اللہ تعالیٰ آج بھی یہ نقشے اور نظارے دنیا میں دکھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الصّف میں فرماتا ہے:

’’وہ تلے ہوئے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے بجھا کر رہیں گے‘ اور اللہ اپنے نور کا اتمام فرما کر رہے گا‘ خواہ یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔‘‘ (آیت:8)

یعنی اس کا دین غالب ہو کر رہے گا چاہے کفار کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔ موجودہ دور بجا طور پر فتنوں کا دور ہے۔ اس وقت اُمت زوال کا شکار بھی ہے اور اس وقت بظاہر ہمیں اندھیرے اور تاریکیاں دکھائی دیتی ہیں لیکن اللہ کے پیغمبر ﷺ کی واضح بشارات ہیں کہ قیامت سے قبل اس پوری زمین پر اللہ کا دین قائم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ وہ نظارے اگر ہمیں نہیں تو ہماری اگلی نسلوں دکھا دے۔ قرآن حکیم میں طے ہے کہ لاکھ اللہ کے دین کو مٹانے کی کوششیں کی جائیں یہ الٹا سازشیں کرنے والوں کو پڑ جائے گا۔ کسی نے بڑا پیارا شعر کہا:

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا، جتنا کہ دبا دیں گے

مغرب نے کتنی کوششیں کر ڈالیں، اسلام اور اسلامی تعلیمات کے خلاف اور جن معاشروں میں یہ کام ہوئے انہی معاشروں میں اللہ نے کچھ لوگوں کو اسلام کی قبولیت کی توفیق عطا فرمادی۔ معاف کیجیے گا! وہ ہم پیدائشی مسلمانوں سے زیادہ آگے بڑھ کر انفرادی سطح پر اسلام پر عمل کر رہے ہیں۔ اجتماعی سطح کا معاملہ تو ابھی ہمارے اوپر بہت بڑا قرض ہے کہ دنیا کے سامنے اسلام کی تعلیمات کے مطابق ایک نظام قائم کر کے پیش کریں۔ اسی مقصد کے لیے ہم نے 73 برس پہلے پاکستان حاصل کیا تھا لیکن اس کے بعد ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ ہمارے سامنے ہے۔ حالانکہ یہ اُمت خصوصاً اہل پاکستان پر قرض ہے کہ ہم اللہ کے عطا کردہ نظام کو غالب اور قائم کر کے دنیا کے سامنے پیش کریں۔ آج اگر قصاص کا قانون مسلمان معاشروں میں نافذ نہیں ہے تو اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ درندگی اپنی انتہا پر ہے۔

چاہے وہ شہروں میں ہو، دیہاتوں میں ہو، چاہے بڑوں کو قتل کیا جاتا ہو یا بچوں اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کرتے ہوئے ان کو مار ڈالا جاتا ہو ہم اس پر رو ہی رہے ہیں۔ لیکن اللہ کہتا ہے کہ:

''اور اے ہوشمندو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم بچ سکو۔'' (البقرۃ:179)

سورۃ المائدہ میں ہے کہ کان کے بدلے کان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک اور دانت کے بدلے دانت۔ یعنی جس نوعیت کا زخم لگا اسی نوعیت کا بدلہ۔ یہ قصاص کا قانون نافذ ہوگا تو زندگیاں بچیں گی۔ قاتل کو بھی پتا ہوگا کہ اگر میں قتل کروں گا تو میری بھی گردن اڑائی جائے گی۔ گویا لاکھوں کی زندگی محفوظ رہے گی۔ یہ قرآن حکیم کی یونیورسل تعلیم ہے اور جب کبھی جہاں کہیں بھی یہ قانون نافذ ہوگا تو اس کی برکات دنیا دیکھے گی۔ غالباً صدر نکسن نے شاہ فیصل مرحوم سے پوچھا کہ تم اتنی سخت سزائیں کیوں نافذ کرتے ہو۔ کہا ایک تو ہمارے اللہ کا حکم ہے، دوسرا ان سزاؤں کو نافذ کرنے کی برکت یہ ہے کہ ہمارے ہاں سال بھر جو جرائم ہو پاتے ہیں وہ تمہارے امریکہ کی ایک ریاست میں چند دنوں میں ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح طالبان افغانستان نے جب افغانستان میں شرعی سزائیں نافذ کیں تو کابل اور قندھار میں رہنے والی سکھ برادری نے گواہی دی کہ ہم آرام سے دکانیں کھلی چھوڑ کے گھر میں سوتے ہیں کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ اگر دو ہاتھ چوری کرنے کے لیے اٹھیں گے تو چار ہاتھ کاٹنے کے لیے بھی موجود ہوں گے۔ اسلام کی خوبصورتی تو ہے لیکن دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے اس کا نظام قائم کرنا پڑے گا۔ اسی طرح ہمارے ایک اچھے کالم نگار انصار عباسی نے لکھا ہے کہ ہمارے ہاں طلاق اور خلع کے معاملات بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور ہمارا فیملی نظام برباد ہوتا جا رہا ہے۔ ہم نے میڈیا کو دنیا جہاں کا گند دکھانے کی کھلی اجازت دے رکھی ہے اور اس کے بعد یہی میڈیا کہتا ہے کہ ریپ کے کیسز ہو رہے ہیں، بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ جبکہ سب سے پہلے یہی میڈیا ہے جو بے حیائی، فحاشی اور عریانی کو فروغ دے رہا ہے۔ چاہے اشتہارات ہوں، ٹی وی ڈرامے ہوں، فلمیں ہوں، بل بورڈ ہوں، ہر جگہ عورت کو تم برہنہ کر کے کھڑا کر دیتے ہو۔ جب لان کی مارکیٹنگ ہو رہی ہوتی ہے تو کس طرح عورت کو نیم عریاں لباس میں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ کم بختو! کپڑے بیچو لیکن بدن تو نہ بیچو۔ یہ مسلمان معاشرے میں ہو رہا ہے مگر ہم لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ اسلام کہتا ہے:

﴿وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤی﴾ (بنی اسرائیل:32) ''اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ''

اسلام پہلے ہی کہتا ہے کہ غیر محرم مرد اور عورت کے اختلاط کی آزادی نہیں ہونی چاہیے۔ مرد عورت کے لیے ستر و حجاب کے احکامات دیے گئے۔ ستر جسم کا وہ حصہ ہے جو ہر حال میں چھپانا ہے۔ وہ مرد و عورت دونوں کے لیے لازم ہے۔ پھر حجاب اور شرعی پردے کے احکامات ہیں۔ گانے، فلمیں، رقص و سرود کی محفلیں وغیرہ ان سب پر پابندیاں ہیں۔ زنا پر سخت سزائیں ہیں۔ نکاح کے عمل کو آسان کیا گیا۔ ان تعلیمات پر عمل ہو تو گھرانے محفوظ ہوں گے، عزت پامال نہیں ہوگی، حیا محفوظ رہے گی۔ ورنہ آج کل تو گھر برباد ہو رہے ہیں۔ خلع اور طلاق کی شرح خوفناک حد تک بڑھ رہی ہے۔ یعنی باپ عدالت کے اندر جا کر بیٹی کے لیے خلع مانگ رہا ہے۔ اللہ کا دین قیامت تک کے لیے کامل ہے اور اس کا حق بھی ہے کہ یہ ساری دنیا کے مسائل کا حل پیش کرے کیونکہ اللہ نے فرمایا:

﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ﴾ (المائدہ:3) ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے''

قرآن کی تعلیمات میں آج کی گلوبل دنیا کے مسائل کا حل موجود ہے۔ مگر ہمیں بھی اللہ وہ ایمانی جرأت عطا فرمائے کہ ہم بھی علی الاعلان حق کو بیان کریں اور پھر اس کا نفاذ ہماری اولین ذمہ داری ہو کیونکہ دنیا ظلم میں پس رہی ہے' اس کو اگر اُمید ملے گی تو یہاں سے ملے گی۔

زیر مطالعہ آیات اس وقت نازل ہو رہی تھیں جب مکہ میں اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کے لیے بے حد مشکلات تھیں، مصائب تھے، بڑے سخت حالات تھے اور ہر طرف سے مخالفتیں، تشدد اور کردار کشی کا معاملہ ہو رہا تھا' اُس وقت اللہ نے یہ فرمایا کہ کافر جو چالیں چل رہے ہیں یہ چالیں انہی پر الٹا دی جائیں گی۔ کبھی کبھی اللہ

پریس ریلیز 29 جنوری 2021ء

ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ حکومت کے لیے شرمناک ہے

شجاع الدین شیخ

ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ حکومت کے لیے شرمناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی طرف سے جاری کردہ حالیہ کرپشن انڈکس رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ موجودہ حکومت کرپشن کے خاتمہ کے نعرے پر برسرِاقتدار آئی تھی لہٰذا اِسی حکومت کے عہد میں کرپشن کے بڑھ جانے کی رپورٹ انتہائی تشویشناک ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ حکومت کے وزراء دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ رپورٹ سابقہ حکومت کے دور کے جمع کردہ ڈیٹا کی بنیاد پر ہے۔ اگر یہ درست ہے تو حکومت اپنے دعویٰ کا ثبوت عوام کے سامنے لائے وگرنہ یہ سمجھا جائے گا کہ حکومت اپنی خفت مٹانے کے لیے غلط بیانی سے کام لے رہی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ کرپشن اور دوسری برائیوں کا خاتمہ چہرے بدلنے سے نہیں بلکہ نظام بدلنے سے ہوگا۔ اُنھوں نے کہا کہ ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم اِسلام کے عادلانہ نظام کو اپنائیں تاکہ نہ صرف کرپشن بلکہ معاشرے کی دیگر برائیوں کو بھی جڑ سے ختم کیا جاسکے۔ مسلمانانِ پاکستان کا مستقبل اسلام سے وابستہ ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ سے ہی ہمیں دنیوی اور اُخروی فلاح حاصل ہو سکتی ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کچھ نظارے بھی دکھاتا ہے۔ نائن الیون کا ڈراما بھی اسلام اور اہل اسلام کے خلاف رچایا گیا۔ اس کے بعد مغربی معاشروں میں اسلام کو پڑھنے کا جتنا شوق پیدا ہوا اتنا اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ اللہ کی شان ہے کہ اللہ شر سے خیر کو نکالتا ہے۔ دنیا اسلام کے بارے میں جاننا چاہتی ہے اور جو جتنا پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو کھینچ لیتا ہے۔ غالباً سوئزرلینڈ کے پارلیمنٹرین نے تحقیق کرنا شروع کی کہ کس طرح مسلمانوں کو بدنام کیا جائے۔ آغاز میں اس نے بڑی دلچسپ بات کہی تھی کہ یہ مسلمان تو ہیں ہی دہشت گرد کیونکہ ان کی مسجدوں پر بھی علامتی طور پر میزائل لگا ہوتا ہے۔ اس نے مزید تحقیق کی کہ یہ لگاتے کیوں ہیں تو اسے پتا چلا کہ سورۃ النور میں اشارہ موجود ہے کہ اللہ کا گھر نمایاں نظر آنا چاہیے۔ اس لیے مسجد کا مینار خاصا اونچا بنایا جاتا ہے تاکہ دور سے نمایاں ہوجائے کہ اللہ کا گھر یہاں پر ہے۔ اس نے مزید تحقیق کی تو سچائی کے مزید در کھلتے چلے گئے۔ آخر اس نے اسلام قبول کرلیا اور پارلیمنٹ کی ممبرشپ بھی چھوڑ دی۔ پھر اس نے اعلان کیا کہ میں یورپ میں سب سے بڑی مسجد بنانے کی کوشش کروں گا۔ غیر مسلم جب شعوری طور پر اسلام کو قبول کرتے ہیں تو ہم سے بہتر مسلمان ہوتے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی بہتر مسلمان بنائے۔ ہمیں تو فکر ہونی چاہیے کہ میں تو پیدائشی مسلمان ہوں لہٰذا مجھے اور زیادہ آگے بڑھ کر عمل کرنا چاہیے۔

آج پوری دنیا میں جمہوریت کو سیاسی نظام کی معراج سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے حکمران، سیاستدان حتیٰ کہ دینی سیاسی جماعتیں جمہوریت کی تعریف کرتے تھکتی نہیں۔ ان کے نزدیک جمہوریت ہی آخری نظام ہے۔ لیکن ٹرمپ نے جاتے جاتے ہمیں یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ جمہوریت کوئی معراج نہیں ہے۔ آج اس جمہوریت کا مکروہ چہرہ کھل کر ہمارے سامنے آچکا ہے۔ اصل وہی ہے جو خالق کائنات نے مجھے اور آپ کو تعلیم عطا فرمائی۔ بقول اقبال:

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں

انسانوں کے مسائل کا حل انسانی عقل کے بنائے نظاموں میں نہیں ہوسکتا بلکہ انسانوں کے خالق کے عطا کردہ نظام میں ہی ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کے مطابق دو ہی پارٹیاں ہیں یا حزب اللہ ہے یا حزب الشیطان ہے۔ جن کا ذکر سورۃ المجادلہ میں کیا گیا ہے۔ اسی طرح دنیا میں دو ہی دعوتیں ہیں، ایک اللہ کی دعوت ہے اور دوسری شیطان کی دعوت ہے۔ اگر نظام کی سطح پر اللہ کا حکم نہیں چل رہا تو پھر شیطان کا ہی چل رہا ہے۔ بے شک جتنے بھی خوبصورت نعرے لگائے جائیں۔ ہماری اصل بحث یہی ہے۔ اللہ تین مرتبہ قرآن میں فرماتا ہے:

﴿اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ﴾ (یوسف:40) ''اختیارِ مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔''

اللہ کی دھرتی پر نظام صرف اللہ کا ہی چلنا چاہیے۔ یہی ہماری دعوت ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ

﴿لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ﴾ (البقرۃ:256) ''دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔''

یہ بات درست ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں لیکن یاد رکھیے گا کہ دین قبول کرانے میں جبر نہیں ہے۔ ہم گن پوائنٹ پر کسی کو مسلمان نہیں کرسکتے:

﴿اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوۡرًا ۝۳﴾ (الدھر) ''اب چاہے تو وہ شکر گزار بن کر رہے، چاہے ناشکرا ہو کر۔''

اس حوالے سے عقیدہ اختیار کرنے کی اللہ نے کھلی چھوٹ دی ہے۔ لیکن اصل فیصلہ آخرت میں ہوجائے گا۔ لیکن یاد رکھیے جو دین کو قبول کر چکا ہے اس کو اس دین پر عمل کرنا پڑے گا۔ بچہ سات سال کا ہوگا تو نماز کی ترغیب دی جائے گی اور دس سال کا ہوگا تو تھوڑی سی سختی کی جائے گی۔ اللہ انفرادی سطح پر سب کو حق دیتا ہے کہ جو چاہو عقیدہ اختیار کر لو، قیامت کے دن حساب ہوگا لیکن اللہ کہتا ہے کہ اجتماعی سطح پر صرف میرا حکم چلے گا۔ آج ہم مسلمانوں کی عظیم اکثریت نے یہ تصور بھلا دیا ہے۔ کچھ لوگ کلمہ پڑھ لینے پر، کچھ لوگ جمعہ کی دو رکعت پر، کچھ لوگ پانچ وقت کی نماز پر مطمئن ہیں۔ باقی بے شک بے حیائی کا طوفان چلے، سود کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ جاری رہے، شریعت کے احکامات کا مذاق اُڑایا جا رہا ہو مسلمان یہ سب برداشت کرے حالانکہ یہ تصور امت میں پہلے نہیں تھا۔ انگریز کی آمد سے یہ تصور ہمارے ذہنوں میں ڈالا گیا کہ مذہب انسان کا انفرادی معاملہ ہے۔ حالانکہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ یہ تصور آج ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا کہ اللہ کا دین اپنا غلبہ چاہتا ہے اسی کے لیے تو حضور ﷺ کو مبعوث کیا گیا۔ قرآن میں تین مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے اس مشن کا ذکر موجود ہے:

''وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق دے کر تاکہ غالب کر دے اسے کل کے کل دین (نظامِ زندگی) پر خواہ یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔'' (التوبہ:33)

دین کو قبول کرنے میں کوئی جبر نہیں ہے لیکن قبول کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ اجتماعی سطح پر اس کا نفاذ چاہتا ہے تاکہ لوگوں کی دنیا بھی سنورے اور لوگ اصل منزل آخرت کی تیاری کی فکر کرسکیں۔ لیکن آج ہمارے تصورات ہی بگڑ چکے ہیں۔ آج جب یہ بات کی جاتی ہے تو ہمارا ایک طبقہ کہتا ہے کہ یہ سیاسی اسلام کی بات ہو رہی ہے۔ یہ ریڈیکل اسلام کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! کیا محمد مصطفی ﷺ بدر میں کھڑے ہوئے تھے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے احد میں ستر صحابہؓ کی جانیں پیش کی ہیں یا نہیں؟ غزوہ احزاب کے موقع پر پیٹ پر دو پتھر باندھے ہیں یا نہیں؟ آپ رسول اللہ ﷺ کی اس پوری 23 برس کی جدوجہد والی زندگی کو کہاں لے کر جاؤ گے؟ صرف نمازیں مقصود ہوتیں تو آپ ﷺ ہجرت ہی نہ کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوری جدوجہد کی تب اللہ کا دین غالب و قائم ہوا اور تب پھر اللہ کی برکتیں اور رحمتیں دنیا نے دیکھی ہیں۔ آج ہمیں یہ جدوجہد کرنی ہے۔ ہم اس کے لیے جدوجہد کریں گے تو اللہ کی مدد، برکت اور رحمت بھی آئے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی ہے:

''اللہ نے مجھے پوری زمین کو لپیٹ کر دکھا دیا (یا سکیڑ کر) دکھا دیا۔ چنانچہ میں نے اس کے سارے مشرق بھی دیکھ لیے اور تمام مغرب بھی۔ اور یقین رکھو کہ میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو مجھے لپیٹ کر (یا سکیڑ کر) دکھائے گئے۔'' (صحیح مسلم)

سیدنا عمرؓ کے دور میں 22 لاکھ مربع میل پر دین غالب تھا۔ پھر سیدنا امیر معاویہؓ کے دور میں کم وبیش 64 لاکھ مربع میل پر یہ دین غالب تھا۔ لیکن ابھی پوری دنیا پر غالب ہونا باقی ہے اور ہو کر رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ مگر اس میں وقت لگے گا۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ غلبۂ دین کی اس جدوجہد میں ہم کہاں کھڑے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا لہو مبارک طائف کی گلیوں میں اور اُحد کے پہاڑوں پر بہا ہے، آپ ﷺ نے اپنے پیاروں کے لاشے اُٹھائے ہیں، آپ ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہؓ کے جسد مبارک کا جس سفاکی اور درندگی کے ساتھ مثلہ کیا گیا وہ درد بھی آپ ﷺ نے جھیلا ہے۔ ہمارا تو پسینہ بھی اس جدوجہد میں نہیں بہا، ہمیں تو کسی نے پتھر بھی نہیں مارا اور نہ کسی نے گالی دی۔ سوچیے! ہمارا ان کے ساتھ نسبت اور محبت کا دعویٰ ہے اور اُمید ہے کہ آپ ﷺ کی شفاعت ملے گی۔ اللہ ہم سب کو عطا فرمائے لیکن ہمارا آپ ﷺ کے اُسوہ پر عمل کتنا ہے؟ اللہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

9 طاقتوں کے منصوبے درہم برہم ہو گئے (قیامِ اسرائیل مئی 1948ء)۔

(گزشتہ سے پیوستہ) میری خاک سے (میرے مرنے کے بعد ہی سہی) عالم اسلام میں ایسا سپوت پیدا کر دے جو اس خواب کو حقیقت بنا دے۔ اے میرے اللہ! اس مغربی تہذیب کے تار و پود بکھیر دے جو 'سود و زیاں' کی سوچ رکھتی ہے، تجارتی منصوبے ہیں، بینکوں کا نظام، ایسٹ انڈیا کمپنی (شاید کوئی اور ناموں سے بھی کمپنیاں ہوں) اور CORPORATE کلچر کے نتیجے میں اب ملٹی نیشنلز کے ذریعے پوری دنیا پر قبضہ کا منصوبہ رکھتی ہے۔ یہ مغربی نظام تاجرانہ ذہن اور 'دھوکہ' یعنی دجل کی بنیاد پر کھڑا ہے۔ اے اللہ، اس دجالی تہذیب کو ختم کر دے جو کہ اصلاً عالمی مغربی صہیونی تہذیب ہے اور جس کے پیچھے بنی اسرائیل کا بگڑا ہوا طبقہ ZIONS بیٹھا ہے اور عالمی وسائل پر قبضے کے منصوبے رکھتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں اسلام کی بات سمجھ کر اس کو مغرب کے محاورہ اور زبان میں انہی کی سرزمین پر انہی کے دورِ غلامی میں انہی کے ماتحت بیان کرنا یہ جرأت کا کام ہے (جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دعوت الی اللہ دی تو اس بدنصیب نے کہا کہ یہ دونوں انسان حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام ہمیں سمجھانے آئے ہیں حالانکہ ان کی قوم ہماری عابد قوم ہے ﴿وَقَوۡمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوۡنَ﴾ (المومنون:47)۔ اے اللہ، جلد ایک مسلم رہنما مبعوث فرما جو اس تہذیب جدید (دجالی تہذیب) سے دنیا کو نجات دلائے۔ عالم انسانیت جو اس وقت عالمِ حیوانیت کا منظر پیش کر رہا ہے جیسا انسان کی تخلیق سے قبل تھا، اس میں آج لاکھوں سال پہلے کی طرح 'جنگل کا قانون' ہے، بے انصافی ہے، ظلم ہے، حکمران (مغرب اور اس کے نمائندے وائسرائے اور سفیر وغیرہ) انسانوں پر خدا بن کر بیٹھے ہیں، لڑائیاں ہیں، قتل ناحق ہیں، بے حیائی و بدکاری ہے، شراب ہے، جوا ہے، عریانی ہے، فحاشی ہے، تذلیلِ انسانیت ہے۔ اے اللہ! اس مغربی حیوانی تہذیب کو ختم کر دے اور بعد ازاں خدا شناسی اور خود شناسی جو 'اسرارِ خودی' اور رموزِ بیخودی (اپنے مقام کو پہچان کر خلافتِ ارضی کا نظام چلانا) کی بہار جانفزا کا دور ہو۔ اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ لَنَا ھٰذَا

یہ علامہ اقبال ہی تھے جو یاجوج ماجوج کے نکلنے اور پھیلنے اور مغربی کارپردازوں کے روپ میں دنیا پر غالب ہو جانے کو دیکھ رہے تھے۔ انہی کے اشعار ہیں

محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے دیکھئے ہوتا ہے کس کس کی تمناؤں کا خون
حکمت و تدبیر سے یہ فتنۂ آشوب خیز ٹل نہیں سکتا، وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ
کھل گئے، یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ 'يَنْسِلُوْنَ'

حضورِ حق ـ 2 ـ (VIII)

جہانے تیرہ تر با آفتابے
صوابِ او سراپا ناصوابے
ندانم تا کجا ویرانہ را
دہی از خونِ آدم رنگ و آبے

ترجمہ یہ جہان (جہاں تک انسان بستا ہے اور جہاں تک حالیہ مغربی تہذیب کی دسترس ہے) آفتاب کے باوجود (رات کی) سیاہی کی طرح تاریک ہے (اس ابلیسی تہذیب نے اس عالم کو جرائم اور انسان دشمن و انسان کش سرگرمیوں کی آماجگاہ بنا دیا ہے) اس تہذیب کی VALUES اور SLOGANS (آزادی، آزادیِ نسواں، مساواتِ انسانی، نسلی برتری وغیرہ) سراپا انسان دشمن اور خدا بے زار ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ تو کب تک اس (اخلاقی اعتبار سے) ویران جہاں کو (قتل و غارت و اسلحہ بارود کے ذریعے) انسانی خون سے ظاہری چمک دمک دیے رکھے گا (حالانکہ یہ تہذیب اپنی انسان دشمنی اور خدا بے زاری کے باعث فوراً تباہ کیے جانے کے قابل ہے)۔

تشریح علامہ اقبال اسی منحوس مغربی صہیونی استعمار کے تحت غلامی کی زندگی گزار رہے تھے مگر اس تہذیب کو انہوں نے 1905ء تا 1907ء قیامِ یورپ کے دوران قریب سے دیکھا تھا جسے انہوں نے اپنی شاعری (بانگِ درا کی نظموں) میں واضح کیا ہے کہ یہ تہذیب ایک شاخِ نازک پر استوار ہے اور خود ہی تباہی کے کنارے کھڑی ہے۔ اس نے اخلاق، لباس، خوشی غمی کے طریقے اور کمزور ترقی پذیر قوموں کے ساتھ جو رویے اپنا رکھے ہیں وہ بے اصولی پر مبنی ہے۔ اے اللہ! تو قادر و عادل ہے تو اپنی مخلوق انسانیت پر اس مغربی استعمار کا ظلم و جبر و قہر اور انسانی خون سے کھیل کب تک جاری رکھے گا۔ (یاد رہے کہ پہلی جنگ جو دنیا کے وسیع رقبے میں لڑی گئی اس میں ایک کروڑ 65 لاکھ سے چار کروڑ انسان قتل ہوئے اور کئی کروڑ انسان (ممالک) اس سے متاثر ہوئے۔ اس مغربی منحوس استعمار کا سفینہ کب ڈوبے گا اور کب انسانیت اور مسلمانوں کو اس کے قہر سے نجات ملے گی دنیا اس کی منتظر ہے۔

ع دنیا ہے تیری منتظر اے روزِ مکافات

ان اشعار میں بھی علامہ اقبال کی مغربی منحوس استعمار سے نفرت و بے زاری (عین اس کی ناک کے نیچے رہتے ہوئے) عیاں ہے۔ علامہ اقبال نے مغربی استعمار کے جبر کو جو وہ ذاتی سطح پر محسوس کر رہے تھے، ارمغانِ حجاز کے نام سے سامنے لا دیا۔ اگرچہ یہ کلام ان کی وفات کے بعد شائع ہو سکا۔

6 جنوری کو جو کچھ کیپیٹل ہل میں ہوا یہ ایک ٹرائل اور ریہرسل تھی جو ہو چکی ہے لیکن خطرہ ابھی ٹلا نہیں کیونکہ امریکہ میں ایسا گروہ اور نظریہ پیدا ہو چکا ہے جو کسی بھی وقت ملک کو خانہ جنگی کی کیفیت میں لے جا سکتا ہے: اوریا مقبول جان

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہا کرتے تھے کہ یہودیوں کو جب محسوس ہوگا کہ امریکہ ان کے مفادات کے آڑے آرہا ہے تو اس وقت وہ امریکہ کو بھی عدم استحکام کا شکار کردیں گے: آصف حمید

امریکہ میں اقتدار کی منتقلی اور مستقبل کے عزائم کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: امریکہ میں حالیہ داخلی کشیدہ صورت حال کے اسباب کیا تھے؟

اوریا مقبول جان: دو تین چیزیں بڑی اہم ہیں۔ ایک بنیادی فلاسفی یہ ثابت ہوگئی ہے کہ جمہوریت بذات خود ایک نیچرل سسٹم نہیں ہے۔ اسے بھی نفاذ کے لیے ایک آمریت کی ضرورت پڑتی ہے۔ جس طرح انہوں نے افغانستان میں اپنی فورسز کے ذریعے انتقال اقتدار کیا ہے یا جس طرح عراق میں انہوں نے کیا ہے کہ وہاں قبضہ کرکے اپنی فورسز کے ذریعے انتخابات کے نتائج اپنی مرضی کے نکالے ہیں اور اپنی تلواروں کے سائے میں نئے حکمرانوں سے حلف اُٹھوایا ہے۔ ایسے ہی آج انہوں نے امریکہ میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ یہ دوسری دفعہ ایسا ہوا ہے کہ امریکہ میں 49 فیصد لوگوں نے 51 فیصد کی آمریت کو ماننے سے انکار کردیا۔ پہلی دفعہ صدر ایڈمز کے زمانے میں ایسا ہوا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ 49 فیصد سے زیادہ ووٹ بہت بڑی تعداد ہے۔ اتنے محدود مارجن کے تحت کبھی بھی آمریت نافذ نہیں کی جا سکتی یعنی وہ جمہوری سسٹم چل نہیں سکتا۔ 6 جنوری کو جو کچھ کیپیٹل ہل میں ہوا یہ ایک ٹرائل اور ریہرسل تھی جو ہو چکی ہے اور یہ خطرہ ابھی ٹلا نہیں۔ کیونکہ کسی بھی ملک کے اندر تبدیلی لانی ہو یا انارکی پھیلانی ہو تو اس کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک نظریہ اور دوسرا ایسا گروہ جو سسٹم سے مطمئن نہ ہو۔ امریکہ میں یہ دونوں چیزیں پیدا ہو چکی ہیں۔ سب سے زیادہ خوفناک چیز یہ ہوتی ہے کہ اخلاق اور مذہب کا ملاپ ہو جائے۔ 1961ء میں ابراہم لنکن آخری شخص تھا جس نے ساؤتھ امریکہ اور نارتھ امریکہ کے درمیان لڑائی لڑی اور اس نے کہا کہ غلامی کو ختم کرنا چاہیے۔ چنانچہ نارتھ میں بادشاہت قائم ہوگئی۔ اس بلٹ کے اندر بڑے کٹر قسم کے عیسائی ہیں۔ ان کے اندر ایک شخص تھا جس نے کرسچین مینی فسٹو لکھا تھا اور اس نے کہا تھا کہ جمہوریت بنیادی طور پر حکومت الٰہیہ (تھیوکریسی) کے مخالف ہے۔ جس دن امریکن سینٹ یا کانگریس اسقاط حمل کا بل پاس

مرتب: محمد رفیق چودھری

کرے گی تو ہمیں ٹیک اوور کرنے کا پورا حق حاصل ہے اس لیے تم اسلحہ خریدو۔ اس وقت امریکہ میں لوگوں کے پاس چالیس کروڑ ہتھیار ہیں اور 74 فیصد گورا ہے۔ ان میں سے کچھ گورے شہروں میں رہتے ہیں لیکن وہ گورا جو ٹیکساس اور ایسی ریاستوں میں رہتا ہے جہاں وہ اپنے علاقے سے باہر کبھی نہیں گیا وہ صبح اٹھتا ہے، کھیت میں جاتا ہے، وہاں کام کرتا ہے، پھر چرچ میں جاتا ہے، پادری کی بات سنتا ہے اور کالے کو گالی دیتا رہتا ہے۔ اس گورے کے نزدیک وہ گزشتہ ایک سو سال سے استحصال کا شکار ہو رہا ہے۔ اسی طرح امریکہ کا نصاب بھی جانبدار ہے۔ یورپ سے جو گورے گئے ہیں ان کی تاریخ پڑھائی جاتی ہے اس کے علاوہ کسی کی تاریخ نہیں پڑھائی جاتی۔ مثلاً الیگزینڈر، شکسپیئر وغیرہ کو پڑھایا جائے گا لیکن یہ کبھی نہیں پڑھایا جائے گا کہ نائیجیریا کا بھی کوئی شاعر تھا یا ایشیا کا بھی کوئی شاعر تھا۔ دوسری بات یہ کہ کالوں کو بلیک شیپ آف دی فیملی (کالی بھیڑ) کا عنوان دیا گیا۔ یعنی یہ دھوکہ دینے والے ہیں۔ اس طرح کی بہت ساری چیزیں امریکن نصاب کا حصہ ہیں جس کی وجہ سے گورا اپنے آپ کو اعلیٰ نسل سمجھتا ہے۔ چنانچہ آرتھوڈاکس عیسائیوں نے وہاں تھیوکریسی (ان کی نظر میں حکومت الٰہیہ) کی ایک تحریک شروع کی ہوئی ہے۔ اس کو ٹرمپ نے exploit کیا تھا۔ میں ٹرمپ کو پوری انسانیت کا بہت بڑا محسن سمجھتا ہوں کہ اس نے امریکہ کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے لاکر کھڑا کیا۔ اب وہ چہرہ چھپایا نہیں جا سکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ 20 جنوری کو امریکہ میں ہنگامے نہیں ہوئے لیکن وہ نہیں جانتے کہ ہنگاموں کے لیے کسی ایک واقعہ کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسے واقعات اب ہوں گے۔ لوگوں نے وہاں اتنا اسلحہ خرید لیا ہے جتنا پہلے کبھی نہیں خریدا تھا۔ وہ باقاعدہ ٹریننگ لے رہے ہیں اور یہ سب کچھ بے مقصد نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گوروں کے علاوہ کسی کو امریکہ میں رہنے کا حق نہیں ہے۔ وہ کالوں کو اسی طرح امریکہ سے مٹانا چاہتے ہیں جس طرح انہوں نے ریڈ انڈینز کو مٹایا تھا کہ اس وقت ایک فیصد بھی ریڈ انڈینز وہاں نہیں ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ پورے امریکہ میں رہتے تھے۔ دوسرا ٹرمپ نے امریکہ کے بچے بچے کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ یہ الیکشن چوری ہوا ہے اور وہ یقین کرتے ہیں کہ یہ چوری ہوا ہے۔

سوال: کیا جو بائیڈن نیا امیگریشن بل لاکر مسلمانوں پر لگی پابندیاں ختم کرے گا؟

آصف حمید: جمہوریت کے حوالے سے اقبال کا شعر ہے:

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

مغربی جمہوریت جو اسلام سے مطابقت نہیں رکھتی وہ اب اپنی پہچان دکھا رہی ہے۔ جمہوریت کا علمبردار امریکہ بھی اس کے منفی اثرات سے محفوظ نہیں رہا۔ امریکہ میں ٹرمپ کے دور میں نسل پرستی کو فروغ ملا لیکن نسل پرستی کا معاملہ پہلے سے چل رہا تھا جس کے ردعمل میں وہاں مسلمانوں کے ایک گروپ میں یہ تصور پیدا ہوا۔ نیشن آف اسلام کے نام کے اس گروپ کو والس فارڈ محمد اور الایجا محمد نے شروع کیا تھا۔ موجودہ انتشار میں وہ لوگ بھی وائٹ سپرمیسی کے خلاف متحرک ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنے بیانیے کا دفاع بہرحال کرنا ہے۔ صدارتی انتخابات میں پہلے بھی اس طرح کے ہنگامے ہوتے رہے ہیں۔ ابراہم لنکن کے صدر بننے کے وقت سات ریاستوں نے علیحدگی کا اعلان کر دیا تھا اور اس وقت خیال یہ بھی تھا کہ کہیں صدر کو اغوا ہی نہ کرلیں۔ جو بائیڈن نے مسلمانوں کے حوالے سے جو کہا اس کے دو پہلوؤں پر ہمیں نظر رکھنی چاہیے۔ کورونا وائرس کے بعد امریکہ میں جو حالات ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت مشکل لگتا ہے کہ جو بائیڈن امیگریشن کھولے گا۔ کیونکہ امریکہ میں تفریق کی بنیاد بہت گہری ہو چکی ہے۔ جو بائیڈن کو امیگریشن کے حوالے سے شاید یوٹرن لینا پڑے۔ وہاں ہر ایک کو پتا ہے کہ مسلمان ایک معتدبہ تعداد میں امریکہ میں ہیں۔ اس کو یہ بھی پتا ہے کہ ٹرمپ نے مسلمانوں کو اپنے سے دور کرنے کے لیے تمام حربے اختیار کر لیے تھے جس کی سب سے بڑی نشانی یہ تھی کہ جب اس نے یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت قرار دیا تھا تو امریکہ کے عام مسلمان اس کے حق میں نہیں تھے۔ جو بائیڈن کا یہ بیان صرف مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے ہے۔ اگر امریکی صدر کا یہ بیان مسلمانوں کے حق میں آ گیا تو ہمارے لیے یہ خوشی کا باعث ہوگا لیکن وہ لوگ کسی مقصد کے تحت ہی کوئی بیان جاری کرتے ہیں، ہمیں اس حوالے سے زیادہ خوش نہیں ہونا چاہیے۔ بقول اقبال۔

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

اس وقت دنیا ایک مذہبی جنگ کی طرف جا رہی ہے تو ہم کیسے کافروں سے کوئی امید رکھ سکتے ہیں۔ ہر مذہب میں آخری وقت کے حوالے سے ایک تھیوری موجود ہے اور اس کے لیے اس کے پاس دلائل موجود ہیں جس بنیاد پر وہ آگے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اللہ سے اُمید رکھنی چاہیے۔

سوال: کیا جو بائیڈن کے اقتدار میں آنے سے امریکہ کی خارجہ پالیسی تبدیل ہوگی؟

اوریا مقبول جان: امریکہ میں صدر کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، وہاں کے تھنک ٹینک امریکہ کو چلاتے ہیں۔ امریکی اسٹیبلشمنٹ کیوں ٹرمپ کے خلاف ہوئی؟ اس لیے کہ ٹرمپ ایسا صدر تھا جس نے ان کے تمام تھنک ٹینکس کو اُلٹ کے رکھ دیا تھا۔ امریکہ نے اپنے تمام صدور

> یہودی ربیوں نے اسرائیل میں ریلی نکالی ہے اور وہ کہتے ہیں نیو ورلڈ آرڈر آنے والا ہے اس سے پہلے امریکہ سمیت دنیا کی کئی طاقتوں کو ختم ہونا ہوگا۔

کو انگلی پکڑ کے ٹرینڈ کیا ہوتا ہے۔ ایک فری میسن نے کینیڈی خاندان کا پورا تباہ کر دیا لیکن ٹرمپ ان کی چال میں نہیں آیا وہ بہت تیز تھا۔ آج سے دس بارہ سال پہلے ہیلری کلنٹن نے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ ہم افغانستان، عراق اور مڈل ایسٹ سے نکل رہے ہیں کیونکہ ہم نے اب سارا وقت چین کو کنٹرول کرنے کے لیے انڈو سپیسفک میں گزارنا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ امریکہ کی طاقت امریکہ کے اندر ہے وہ بھولے ہیں کیونکہ امریکہ کی اصل طاقت باہر ہوتی ہے۔ یہی ان کے تھنک ٹینکس چاہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اوبامہ اپنے تمام دعوؤں کے باوجود افغانستان سے فوج نہیں نکال سکا، نہ اس کو کسی نے نکالنے دی۔ لیکن ٹرمپ اس لیول پر چلا گیا تھا کہ وہ طالبان سے مذاکرات میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اس کے اپنے لوگوں نے مخبری کر کے معاملہ خراب کیا۔ امریکہ کی پالیسیاں اپنے حساب سے چلتی ہیں۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ دوسری بات ڈیموکریٹس کی ووٹنگ سٹرینتھ ٹرمپ کے مقابلے میں بہت کم ہے، ان کو ادھر ادھر سے لوگوں کو لانا پڑا ہے۔ پورے امریکہ میں تقریباً ایک کروڑ مسلمان ہیں۔ اتنی تعداد کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن اس کے باوجود انہوں نے جوڑنا ہے۔ بارہ تیرہ فیصد کالے ہیں۔ جو بائیڈن کے ساتھ سیکولر لبرل گورا ہے، جو سمجھتا ہے کہ ہم جنس پرستی پر مبنی شادی ہونی چاہیے اور اسقاط حمل ہونا چاہیے۔ جو بائیڈن کو ووٹ انہی کا ہی پڑا ہے۔ دوسری طرف کافی انڈین نژاد لوگ بھی جو بائیڈن کے ساتھ ہیں۔ اس وقت تقریباً 16 انڈین نژاد جو بائیڈن کی ایڈمنسٹریشن میں شامل ہیں۔ تقریباً 9 یہودی لابی کے لوگ ہیں، یہاں تک کہ سیکرٹری آف سٹیٹ بھی یہودی ہے۔ اس وقت اسرائیل کے اندر ربی یہ گفتگو کر رہے ہیں کہ یورپ کے گورے گوگ مگوگ (جوج ماجوج) ہیں اور وہ ہم پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہودیوں کے مشہور ربی نے ایک بہت بڑی ریلی نکالی ہے اور اس نے کہا کہ نیو ورلڈ آرڈر آ رہا ہے اس لیے ان (عیسائیوں) کو ختم ہو جانا چاہیے۔ اس ورلڈ آرڈر کی اس نے چار پانچ علامات بتائی ہیں۔ یہ کورونا بھی اس ورلڈ آرڈر کا حصہ ہے، اس کے تحت پوری دنیا میں ریاستیں ختم ہو جائیں گی، صرف ایک ریاست بچے گی جو وہ بنانا چاہتے ہیں۔ تھوڑی سی آبادی ہو گی تاکہ یونیفائیڈ ڈیفنس ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے امریکہ کو ختم کرنا پڑے گا۔ اس حوالے سے ایک حدیث بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین خسف ہوں گے۔ ایک جب سیدنا مہدی کی بیعت ہوگی تو شام سے لشکر آئے گا جو زمین میں دھنس جائے گا۔ ایک خسف مشرق میں ہوگا اور ایک خسف مغرب میں ہوگا۔ مشرق میں چین ہے اور مغرب میں امریکہ ہے۔ یہ کسی نہ کسی معاملے کے اندر آپس میں ٹکرائیں گے اور وہ ٹکرانا اب لازمی ہو گیا ہے۔ ٹرمپ جنگ سے درگزر کر رہا تھا لیکن اس وقت امریکہ کی تین لاکھ کی فوج انڈین اوشن میں پہنچ چکی ہے، سترہ ملکوں کا انڈو پیسفک الائنس بن چکا ہے۔ ان کی انڈیا سے ایک ہی توقع ہے کہ وہ زمین پر چین سے لڑے گا تاکہ سی پیک کا راستہ روکا جا سکے۔ کیونکہ اس کے بغیر چین کا گھیراؤ نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: ان جنگی تیاریوں کے ہوتے ہوئے یہودی چین میں انوسٹمنٹ کیوں کر رہے ہیں؟

اوریا مقبول جان: چین میں انوسٹمنٹ کی کوئی حیثیت نہیں۔ جس دن انہوں نے چین کو ڈبونا ہے اس دن انہوں نے اپنا مال بھی ڈبونا ہے۔ انہوں نے پہلے بھی پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں اپنا مال ڈبویا (اگرچہ ہزار گنا وصول کیا)، پھر امریکہ سے ہجرت میں ڈبویا، اسرائیل میں واپسی میں ڈبویا۔ جب یہودیوں کو اسرائیل بھیجا گیا تھا تو ان کو زبردستی کاروبار چھڑوا کر بھیجا گیا تھا۔ کون اس طرح کاروبار چھوڑ کے آتا ہے لیکن انہوں نے یہ سب کچھ کیا۔ اصل میں اس وقت اسرائیل میں ہر چیز کا اجتماع ہو چکا ہے۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا اسلحہ بنانے والا ملک بن چکا ہے۔ عالمی مالیاتی نظام پورے کا پورا ان کے مکمل کنٹرول میں ہے۔ وہ اب یہی کہہ رہے ہیں کہ اس وقت اگر ہم نے یہ تیاریاں نہ کیں تو ہمارے مسایاح کی آمد لیٹ ہو جائے گی۔ لہٰذا وہ اس کے لیے کچھ بھی کریں گے۔

سوال: ڈونلڈ ٹرمپ 2016ء کے مقابلے میں 2020ء میں زیادہ ووٹ لے کر ناکام کیوں ہوا؟

آصف حمید: ہر امریکی صدر سے یہودی اپنے مقصد کا ایک خاص کام لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقصد گریٹر اسرائیل کا قیام ہے۔ ٹرمپ سے وہ کام لیا جو پچھلے صدور نہیں کر سکے۔ لیکن اس نے ان کے خلاف ایک کام کیا کہ اس نے مسلمانوں کے خلاف کوئی جنگی مہم نہیں چلائی لہٰذا اس کو ہرانے کے لیے انہیں کوئی بہانہ چاہیے تھا۔ لیکن اگر یہ الیکشن ٹرمپ جیت جاتا تو اسرائیل کے لیے وہ کاؤنٹر پروڈکٹیو ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب تک برطانیہ سپر پاور تھا تو یہودیوں نے اس پر سوار ہو کر اپنے کام لیے۔ جب برطانیہ کا زوال ہو گیا تو انہوں نے اپنا مرکز امریکہ منتقل کر دیا۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہا کرتے تھے کہ یہودیوں کو جب پتا چلے گا کہ امریکہ ان کے مفادات کے آڑے آ رہا ہے تو اس وقت وہ امریکہ کو بھی عدم استحکام کا شکار کر دیں گے۔ ٹرمپ کے آخری دنوں میں اس چیز کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس لیے کہ اب یہودی اپنا مرکز تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ ملٹری مائٹ میں ان کا مرکز امریکہ تھا لیکن اب وہ ٹیکنالوجیکل مائٹ میں یہ چاہتے ہیں کہ ہر انسان غیر مرئی زنجیر میں اس طرح بندھا ہوا ہو کہ اس کی ہر حرکت کا انہیں پتا ہو۔ اس کے اندر بہترین مثال چین نے قائم کی ہے۔ اس وقت فائیو جی کا سب سے بڑا علمبردار چین ہے اور یہی چیز دجال چاہتا ہے کہ کوئی بندہ سانس بھی لے تو مجھے پتا ہو۔ جب دجال آئے گا تو وہ اس زمین پر علی کل شی قدیر اور بکل شی علیم کے مصداق بننے کی کوشش کرے گا اور آج ٹیکنالوجی وہاں تک لے کے جا رہی ہے۔ اس معاملے میں امریکہ اس لیول پر نہیں تھا اور مستقبل میں چین سب سے آگے ہوگا۔ اس وقت چین میں گیارہ سو یہودی کمپنیاں موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے چین ان کے کنٹرول میں نہ آئے۔ لیکن دوسری ٹیکنالوجی کے لحاظ سے اسرائیل بھی بہت آگے جا چکا ہے۔ اب ہو سکتا ہے کہ اگلا مرکز چین ہوگا کیونکہ وہ امریکہ کے مقابلے میں ٹیکنالوجی میں کافی آگے بڑھ چکا ہے۔ بہرحال یہودیوں کا امریکہ پر کنٹرول بہت زیادہ ہے اس لیے انہوں نے ٹرمپ کو اس الیکشن میں شکست دلوا دی۔

> ٹرمپ کے ہوتے ہوئے امریکی اسلحہ ساز کمپنیاں پریشان تھیں کہ اب ہمارا اسلحہ نہیں بکے گا۔ اصل میں امریکہ نے اب جنگوں کی طرف ہی بڑھنا ہے۔

سوال: کوئی امریکی صدر یہودی لابی کے بغیر نہیں آ سکتا۔ یہ Myth ہے یا reality؟

اوریا مقبول جان: ٹرمپ نے صہیونی میڈیا کو بہت بری طرح شکست دی ہے، ابھی انہیں خوف ہے کہ ٹرمپ 2024ء میں واپس نہ آ جائے۔ یہودیوں کا خواب پوری دنیا پر حکومت کرنا ہے لیکن اتنا چھوٹا سا اسرائیل پوری دنیا پر حکومت نہیں کر سکتا۔ یعنی دنیا کا سائز جب تک چھوٹا نہیں ہوتا اس وقت تک اسرائیل کی عالمی حکومت نہیں بن سکتی اور دنیا کا سائز چھوٹا ہونے کے لیے امریکہ چین وغیرہ کا خاتمہ ضروری ہے۔ روس بھی حالانکہ ایک بڑی طاقت تھی اور اس کے پاس ہر چیز موجود تھی لیکن اس کے باوجود شکست و ریخت کا شکار ہو گیا۔ یہی حال وہ امریکہ کا کرنا چاہتے ہیں اور یہ ان کا بڑا پرانا پلان ہے۔

سوال: کیا جو بائیڈن کالے اور گورے کے درمیان تقسیم کو ختم کر دیں گے؟

اوریا مقبول جان: اصل مسئلہ یہ ہے کہ کالے کو کالا، نیگرو کو نیگرو، مسلمان کو دہشت گرد کہنے کی جو جھجک تھی وہ ٹرمپ نے ختم کر دی۔ جب جھجک ختم ہو جاتی ہے تو پھر کسی کو کوئی نہیں روک سکتا۔ انہوں نے ایک نام لیا ہے ملین ملیشیا مارچ۔ ملین ملیشیا مارچ کا مطلب ہوتا ہے کہ آپ مسلح ہو کر جائیں گے اور مخالفین کے خلاف اسلحہ استعمال کریں گے اور یہ مارچ کرنا ان کے لیے بہت آسان ہے۔ سب سے زیادہ خوفناک بات یہ ہے کہ جس وقت یہ جنگ شروع ہوگی تو انہیں بالکل علم نہیں ہوگا کہ کون کس طرف ہے۔ امریکی اداروں کے اندر وہ لوگ بھی موجود ہیں جو عراق میں جنگ میں رہ چکے ہیں اور ان کے اندر سے جھجک بالکل ختم ہو چکی ہے۔ ان کے ہاں انسان کی حیثیت اور وقعت کوئی نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہاں کالا مارا جا سکتا ہے تو یہاں کیوں نہیں مارا جا سکتا، وہاں مسلمان مارا جا سکتا ہے تو یہاں کیوں نہیں مارا جا سکتا؟ یہ وہ لوگ ہیں جو جہازوں پہ آتے ہیں اور مختلف علاقے اڑا دیتے ہیں اور امریکی صدر ان کو معافی دے دیتا ہے۔

سوال: کیا جو بائیڈن جنگوں کے سلسلے کو دوبارہ شروع کریں گے؟

آصف حمید: ٹرمپ کے ہوتے ہوئے اسلحہ ساز کمپنیاں پریشان تھیں کہ اب ہمارا اسلحہ نہیں بکے گا۔ اصل میں انہوں نے جنگوں کی طرف ہی بڑھنا ہے کیونکہ ٹرمپ ایک غیر سنجیدہ ہونے کے باوجود وہ کام کر گیا جو جنگوں والے نہیں کر سکے۔ ان کو ٹرمپ کی پالیسی بالکل وارہ نہیں کھاتی تھی بالخصوص یہودیوں کو۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ دنیا کی آبادی کم ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ یہودی غیر یہودی کو جنٹائل اور گوئم سمجھتا ہے لہٰذا وہ ان کو جانوروں کی طرح استعمال کرتا ہے۔ ابھی بہت سے ایجنڈے مکمل نہیں ہوئے بالخصوص افغانستان کا ایجنڈہ اور پھر پاکستان کے حوالے سے جو امریکہ چاہ رہا تھا وہ ابھی تک نہیں کر سکا۔ یہ سارے کام انہوں نے کرنے ہیں۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

احساسِ زیاں جاتا رہا!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

جو بائیڈن کی حلف برداری غیر معمولی حالات میں ہوگئی۔ یہ عجب کہانی ہے کہ مغرب مجموعی طور پر سیکولرازم کا پرچارک ہے۔ بالخصوص مسلم دنیا کے چہرے سے مذہبیت کا ہر رنگ، ہر علامت نوچ ڈالنے کو گزشتہ بیس سال کمربستہ رہا۔ ہر حربہ بشمول فنڈنگ کے استعمال ہوا۔ رینڈ کارپوریشن کے اقراری مقالوں میں 'اسلام کا چہرہ بدلنے' پر بہت کچھ لکھا گیا۔ تاہم ان کے اپنے ہاں ہر صدر حلف لینے سے پہلے بالعموم چرچ سروس میں شمولیت کرتا نظر آتا ہے۔ جو بائیڈن، اس کی بیوی، نائب صدر کملا ہیرس اور اس کا شوہر پہلے چرچ حاضر ہوئے، بعدازاں حلف اٹھانے پہنچے۔ حلف بھی سبھی صدور کی مانند انجیل مقدس کے نسخے پر بایاں ہاتھ رکھ کر لیا گیا۔ گرچہ آئینی طور پر اس کا ذکر نہیں، تاہم پہلے صدر جارج واشنگٹن سے آج تک یہی چلن رہا ہے۔ بعدازاں ان کی ملکہ ترنم نے قومی ترانہ گایا۔ دو پادریوں نے دعائیہ اور مناجاتی متن پڑھے، جس کے دوران عقیدت مندی سے جھکے سر اور مذہبی اعتقاد و انہماک سے بند آنکھیں حیران کن تھیں۔ امریکا اور اس کی مغربی جمہوریت کے یہ ہمارے والے دلدادگان، قدم بہ قدم پیروی کرنے والے ان کے اتباع میں (چرچ جانا تو ممکن نہیں) نمازِ فجر باجماعت پڑھ کر بارگاہِ ایزدی میں حصولِ برکت، شکر گزاری اور استعانت کے طلب گار کبھی نہیں دیکھے گئے۔ جبکہ جو بائیڈن نے اس مذہبیت کو امید کا مرکز، مقصدیت پانے اور باعثِ تقویت قرار دیا۔ فرمایا کہ: ''عقیدہ گھپ اندھیرے میں روشنی کا کام دیتا ہے!''

ہمارے والے ان گلوبل بادشاہوں کی پیروی کتا پرستی میں کرتے ضرور دیکھے جاسکتے ہیں۔ جو بائیڈن کے خاندان کو جہاں فرسٹ فیملی کا خطاب دیتے ہوئے تعارف نشر اور شائع کیا گیا، وہاں صدر موصوف کی کتے کے ہمراہ تصاویر، فرسٹ کتوں کا تعارف اور بطور سرکاری کتے، کتیائے جانے کی تقریب (Indoguration) کا پورا حال نشر ہوا۔ جہاں 'میجر' نامی کتے کی تاجپوشی کی تقریب میں دعوت نامے کتوں اور ان کے مالکان کو جاری کیے گئے۔ پالتو جانوروں کی تنظیم نے اس تقریب کے ذریعے بے سہارا، بے گھر کتوں کے لیے ایک لاکھ ڈالر اکٹھا کیا۔ یاد رہے کہ حال ہی میں ہمارے (ریاست مدینہ کی دعویداری والے) وزیراعظم نے اپنے کتوں کے ساتھ قیمتی ترین وقت گزارنے کی 5 تصاویر بنفس نفیس شیئر کی تھیں، سنتِ بائیڈن کی پیشگی ادائی کے طور پر۔ باوجودیکہ پاکستانی، وبا کے ہاتھوں شدید معاشی پریشانیوں میں گھرے ایسے وی آئی پی کتوں کو رشک اور حیرت سے بھر کر دیکھتے ہیں! ادھر پاکستان حسب عادت امید بھری نظروں سے سوئے امریکا دیکھ رہا ہے، اگرچہ اوباما دور میں 8 سال جو بائیڈن نائب صدر رہے۔ امت کے مقدر میں جو دکھ بھرے گئے 2001ء کے بعد، برما، کشمیر، فلسطین، عراق، افغانستان کے ساتھ شام، لیبیا، تیونس سبھی اجاڑے گئے، وہ ہر دور میں جاری وساری رہا۔ سو وہی جو بائیڈن اب صدر بن کر آئے ہیں۔

دیکھے جانے کے لائق یہ ضرور ہے کہ آتے ہی چار دن میں مضبوط ہاتھ سے سب کچھ سنبھال لیا۔ ٹرمپ کے کارناموں کی درستی میں فوری جت گئے۔ ہوم ورک مکمل تھا۔ ہمارے والے تین سال بعد بھی مسلسل ناکام تجربے فرما رہے ہیں، باوجودیکہ پہلے حکومت (صوبائی) چلانے کا تجربہ رکھتے تھے اور گھن گرج بھی بہت تھی۔ یہاں کچھ بھی قابو آکر نہیں دے رہا۔ کارنامے فرمائے ہیں تو مسلسل اہل دین، مدارس، مساجد کا ناطقہ بند کرنے میں سب سے آگے ہیں۔ سہولت کاری، فنڈنگ کی آڑ لے کر گھیرا تنگ کیے دیتے ہیں۔ ایف اے ٹی ایف میں ہندوؤں کی موجودگی رہی سہی کسر پوری کرتی ہے۔ حالانکہ امریکا میں جنونی ہندو تنظیمیں بھر بھر فنڈز اکٹھے کر کے بھارت میں مسلمانوں پر زندگی تنگ کرنے کے اہتمام کرتی ہیں۔ انتہاپسند ہندو تعلیمی ادارے، عیسائی مشنری اسکول بھارت اور دنیا بھر میں پھل پھول رہے ہیں۔ برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر! نہ مسلم ٹرسٹ امدادی فلاحی سرگرمیاں جاری رکھ سکتے ہیں۔ ہسپتالوں، ایمبولینسوں، بیواؤں یتیموں کے امدادی پروگرام تک ختم کر کے دم لیا ہے۔ لاپتگی کا روگ دینی خاندانوں کی زندگیاں چاٹ گیا ہے۔ دجالی لشکروں کے ہراول دستے خود مسلمان حکمران بنے کھڑے ہیں۔ اسرائیل کے منصوبوں میں حصہ داری کافی نہ تھی اب امارات امریکا کے شانہ بشانہ اپنا سفارت خانہ بیت المقدس میں کھولنے چلا ہے۔

ہم حالات کے بگاڑ کی پوری ذمہ داری یہود کی سازشوں اور دنیا پر ان کے بے پناہ اثر ورسوخ پر ڈالتے ہیں۔ حالانکہ مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ پر یہود منافقین کے گٹھ جوڑ سے جو یلغار تھی وہ کچھ کم نہ تھی۔ اتنے ہی مسلح، مالدار اور جوڑتوڑ کر کے ماہر، اثر ورسوخ کے مالک تھے۔ کعب بن اشرف، غزوۂ بنونضیر، بنوقریظہ اور خیبر گواہ ہیں کہ ان کی زورآوری مسلمانوں کے ایمان واستقامت کے مقابل تارِ عنکبوت ثابت ہوئی۔ زوال بندۂ مومن کا 'بے بسی' سے نہیں۔ بے حمیتی سے ہے۔ ایمان فروشی سے ہے۔ نفاق نے ہمیں کھوکھلا کر رکھا ہے۔

افغانستان میں کفر نے منہ کی کھائی ہے۔ اللہ کے وعدے پورے ہوئے ہیں: ''تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔'' (آل عمران:139) شرط نہ مسلح ہونے کی ہے نہ سازشی یا چال باز ہونے کی۔ نصرتِ الٰہی کی بنیاد (جو فتح لے کر آتی ہے) صرف ایمانِ خالص پیش کر دینا ہے۔ جبکہ ہماری پالیسیوں کا مرکز ومحور (سبھی مسلمان ممالک میں) ایمان کھرچ کھرچ کر دور کر دینا ہے۔ امریکا بمشکل تمام جمہوریت بچا کر (میزوں کے نیچے چھپے سینیٹرز!) سانس بحال کر کے رواں ہوا ہے۔ خدشات ان کے تجزیہ نگاروں کے مطابق اب بھی موجود ہیں۔ ٹرمپی جیالے غصے سے کھول رہے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ انتقاماً خطرناک حملے کر سکتے ہیں۔ ایسے میں جبکہ کورونا بھی امریکا کے (4 لاکھ اموات، ڈھائی کروڑ متاثرین) لیے تباہ کن اثرات لیے ہے۔ ویکسین کیونکر جلد از جلد لگا دی جائے قبل اس کے کہ

جون بدلتا وائرس پھر بس سے باہر ہو جائے نئی ہیئت اختیار کر کے۔ پاکستان امداد طلب نظروں سے مسکراتا رال ٹپکاتا نئے صدر کو دیکھ رہا ہے۔ کیا المیہ ہے! وجہ کرپشن کے ساتھ ہماری بدترین نااہلی ہے۔

شرم آتی ہے کہ اس شہر میں ہم ہیں کہ جہاں
نہ ملے بھیک تو لاکھوں کا گزارا ہی نہ ہو!

ہمارے حکمرانوں کا طرۂ امتیاز حدیث نبوی کے برعکس یہی رہا ہے کہ: نیچے والا ہاتھ اوپر والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ سو پیشہ ور گداگر بن چکے ہیں دنیا کے چوراہے میں۔

ہم جو برسرزمین اللہ کی حکمرانی قائم کرنے پر مامور کیے گئے تھے (الشوریٰ: 13، 14)، نیز بعثت نبویؐ کا مقصد تسلسل سے سورۃ التوبۃ، الفتح اور الصف میں واشگاف بیان ہوا ہے۔ مکمل حیات بخش نظام زندگی جو آج کی استحصال، ظلم، قہر و جبر کے شکنجے میں جکڑی انسانی آبادیوں کو ایک اللہ کی غلامی میں دے کر گلوبل ولیج کو امن کا گہوارہ بنا سکتا ہے۔ مگر المیہ یہی ہے کہ مسلمان خود کلیتاً ان پڑھ جہل کا مارا ہے ان بے مثل تعلیمات سے۔

غیر شرعی وقف املاک ایکٹ کے بہانے مساجد و مدارس پر کفر کی ایماء پر کریک ڈاؤن اور قدغنیں پابندیوں کی سازش ہے۔ 'وقف املاک' شریعت کا دائرہ کار ہے، FATF یا ان پڑھ حکمرانوں کا نہیں۔ کیوں اللہ کا غضب مول لیتے ہیں۔ مشترکہ اپوزیشن کے مظاہروں سے نمٹے نہیں، اب مدارس کو تنگ آمد بجنگ آمد پر مجبور کر کے حکومت کون سی خیر سمیٹے گی؟ یہ عالمی ایجنڈے ہیں جن کے یہ فدوی غلام بنے کھڑے ہیں۔ نیا فرانسیسی قانون اسلام اور مسلمانوں کا ناطقہ فرانس میں بند کرنے کو آیا کھڑا ہے۔ تین (ترکی سے متعلق) تنظیموں نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہاں بھی مرض یہی ہے کہ سیاسی اسلام گوارا نہیں۔ جو بائیڈن چرچ اور بائبل پرست ہو کر سیاست وحکمرانی کر سکتا ہے۔ اسلام سے تھر تھر کانپتے ہیں! کیونکہ وہ ملا عمرؒ جیسے حکمران لا کر جمہوری فریب کے پردے چاک کرتا اور عمر فاروقؓ کی بے مثل خلافت یاد دلاتا ہے۔ روم کی حکمرانی ختم کرنے کے خوفناک خواب دکھاتا ہے! رہے ہم تو......

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا!

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(14 تا 20 جنوری 2021ء)

جمعرات (14 جنوری 2021ء) کو دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی اُسرہ کے اجتماع میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (15 جنوری 2021ء) کو جامع مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات 08:30 تا 10:30 بجے تک مرکز میں جاری تربیتی کورسز میں آن لائن شرکت کی اور سوال و جواب کا سیشن ہوا۔

ہفتہ تا پیر (16 تا 18 جنوری 2021ء) معمول کی مصروفیات رہیں۔ نائب امیر سے تنظیمی امور کے متعلق آن لائن رابطہ رہا۔

منگل (19 جنوری 2021ء) کو لاہور واپسی ہوئی۔ مغرب سے عشاء تک ملی مجلس شرعی کے ڈاکٹر محمد امین سے مختصر ملاقات رہی۔

بدھ (20 جنوری 2021ء) کو 09:45 بجے سے ظہر تک شعبہ تعلیم و تربیت سے ملاقات رہی۔ اس موقع پر نائب امیر بھی موجود تھے۔ 02:30 بجے سے عصر تک ناظم اعلیٰ محترم اظہر بختیار خلجی اور نائب امیر محترم اعجاز لطیف کے ساتھ مصروفیت رہی۔ عصر سے مغرب تک دوبارہ شعبہ تعلیم و تربیت کے حوالے سے محترم خورشید انجم اور نائب امیر سے ملاقات رہی۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''مسجد جامع القرآن کمپلیکس پیہونٹ نزد نیلور اسلام آباد'' میں

14 تا 20 فروری 2021ء (بروز اتوار نماز عصر تا ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

نوٹ ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

19 تا 21 فروری 2021ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ منہج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ☆ شہادت علی الناس و اقامت دین

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء و معاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-2340147 ، 051-4866055 ، 0334-5309613

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرید اللہ مروت

نام ونسب

رقیہ نام ہے۔ آپؓ سرورِ کائنات رسول کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی تھیں۔ آپؓ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہؓ تھیں۔

ولادت

حضرت رقیہؓ کی ولادت نبوت سے سات سال پہلے ہوئی۔ حضور ﷺ کی عمر اس وقت 33 سال تھی۔ حضرت رقیہؓ حضرت زینبؓ سے 3 برس چھوٹی تھیں۔ حضرت رقیہؓ نے حضور ﷺ کی آغوش میں پرورش پائی۔

لقب

حضرت رقیہؓ کو ''ذات الہجرتین'' یعنی دو ہجرتوں والی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپؓ نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ ہجرت کی۔

قبول اسلام

حضور ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت حضرت رقیہؓ کی عمر 7 سال تھی۔ حضرت خدیجہؓ نے اسلام قبول کیا تو حضرت رقیہؓ بھی اپنی والدہ کے ساتھ ایمان لے آئیں۔ اور حضور ﷺ کی بیعت سے سرفراز ہوئیں۔

نکاح

رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے حضرت رقیہؓ کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا تھا۔ جب حضور ﷺ کو شرف نبوت حاصل ہوا تو قریش کی مخالفت اور ایذا رسانی بہت زیادہ بڑھ گئی۔ جب حضور ﷺ پر سورۃ اللھب نازل ہوئی تو ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل نے کبیدۂ خاطر ہو کر اپنے بیٹے عتبہ سے کہا کہ اگر تم نے رقیہؓ بنت محمد ﷺ کو طلاق نہ دی تو میری زندگی اور تمہارے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ عتبہ نے بہ تعمیل حکم والدین حضرت رقیہ کو طلاق دے دی۔ عتبہ سے صرف عقد ہوا تھا رخصتی ابھی نہیں ہوئی تھی۔

حضرت رقیہؓ کا عقدِ ثانی

جب شہزادی رقیہؓ کو عتبہ نے فارغ کر دیا تو حضور ﷺ کو اپنی بیٹی کے عقد ثانی کے لیے ایک صالح، دین دار، وفا شعار اور اچھے داماد کی جستجو ہوئی۔ اس رشتہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان غنیؓ کی ہستی عطا کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا۔''

تعریف وتوصیف

اللہ جل شانہٗ نے شہزادی رقیہؓ اور سیدنا عثمانؓ کو بے حد حسین وجمیل بنایا تھا۔ اس مقدس جوڑے کی صورت وسیرت پر مرد وزن رشک کرتے تھے۔ قریش کی عورتیں دونوں کی مدح سرائی میں رطب اللسان تھیں۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں: ''میں نے ایسا جوڑا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ دونوں میاں بیوی حسن وجمال کے پیکر تھے۔''

علامہ قرطبیؒ بیان کرتے ہیں: ''انسان نے جو حسین ترین جوڑا دیکھا وہ حضرت رقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمانؓ ہیں۔''

سیدنا عثمانؓ کی خالہ سعدی بنت کرز رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کی مدح سرائی میں یہ قصیدہ لکھا تھا:

هدی الله عثمان الصفی بقوله
فارشده والله یهدی الی الحق

''اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمانؓ کو اپنے قول (واللہ یھدی الی الحق) کے مطابق رشد وہدایت سے سرفراز فرمایا۔

فبایع بالرای السدید محمدا
وکان ابن اروی لایصد عن الحق

''پس انہوں نے حضرت محمد ﷺ کی یقین محکم کے ساتھ متابعت کی اور حضرت عثمانؓ قبول حق سے باز نہیں رہ سکتا تھا۔''

وانکحه المبعوث احدی بناته
وکان کبدر مازج الشمس فی الافق

حضور، رسول مبعوث نے اپنی ایک صاحبزادی کا ان سے نکاح کر دیا۔ تو گویا افق عالم پر آفتاب ومہتاب کا قِران السعد ہو گیا۔

فداؤك یا ابن الهاشیمین مهجتی
فانت امین الله ارسلت فی الخلق

اے خاندانِ ہاشمی کے چشم وچراغ (حضرت محمد مصطفی ﷺ) میری جان آپؐ پر قربان۔ آپؐ اللہ کے امین ہیں جو خلق خدا کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

(الاصابہ:328/4)

ہجرت

جب قریش کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو حضور ﷺ نے جانثاران اسلام کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ حضرت رقیہؓ، حضرت عثمانؓ کے ہمراہ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئیں۔ راہِ خدا میں ہجرت کرنے والوں کا یہ پہلا قافلہ تھا۔ کچھ عرصہ بعد دونوں مکہ واپس تشریف لائے لیکن کفار مکہ کی ایذا رسانیاں پہلے سے بڑھ گئیں تھیں۔ چنانچہ دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

ایک عورت حبشہ سے مکہ پہنچی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے ہجرت کرنے والوں کے حال احوال دریافت فرمائے تو اس نے بتایا کہ اے محمد میں نے آپ کے داماد اور آپ کی بیٹی کو دیکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیسی حالت میں دیکھا تھا؟ اس نے عرض کیا۔ حضرت عثمانؓ اپنی بیوی کو سواری پر سوار کیے ہوئے جا رہے تھے۔ اور خود سواری کو پیچھے سے چلا رہے تھے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مصاحب اور ساتھی ہو حضرت عثمانؓ ان لوگوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت ابراہیمؑ کے بعد اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی۔'' (الاصابہ: صفحہ 582)

کافی عرصہ بعد حضرت عثمانؓ کو حبشہ میں خبر ملی کہ حضور ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں۔ حضرت رقیہؓ اور حضرت عثمانؓ مکہ آئے اور کچھ دن کے بعد مدینہ منورہ چلے گئے۔

اولاد

حبشہ میں قیام کے دوران حضرت رقیہؓ کے ہاں ایک بیٹا عبد اللہ پیدا ہوا۔ عبد اللہ ہی کے نام سے حضرت

عثمان ؓ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ عبداللہ 6 سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان ؓ نے قبر میں اتارا۔

علالت اور وفات

مدینہ منورہ پہنچ کر 2ھ میں حضرت رقیہ ؓ بیمار ہو گئیں۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام ؓ جنگ بدر کی تیاری میں مصروف تھے۔ حضرت عثمان ؓ بھی تیار ہو گئے۔ حضور ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کو اُن کی تیمارداری کے لیے مدینہ چھوڑ دیا۔ جنگ بدر میں جانے سے روک دیا اور فرمایا آپ ؓ کے لیے بدر میں شرکت کرنے والوں کے برابر اجر ہے۔ اور مالِ غنیمت میں بھی ان کے برابر حصہ ہے۔ (بخاری) حضور ﷺ خود جہاد میں تشریف لے گئے۔

زید بن حارثہ ؓ جس دن جنگ بدر میں فتح مبین کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچے اسی دن بی بی رقیہ ؓ کا 20 سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ پھر ان کے کفن دفن کی تیاری کی گئی، یہ تمام امور حضرت عثمان ؓ نے سرانجام دیئے۔ حضور ﷺ جنگ بدر کی وجہ سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔ جب حضور ﷺ مدینہ پہنچے تو آپ ؓ کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔

مقام دفن

حضرت رقیہ ؓ کو حضور ﷺ کے کہنے پر جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

❁❁❁

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا دانشمندانہ فیصلہ

احمد علی محمودی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک طالب علم کی شرارت اور مدینہ اسلامک یونیورسٹی کے قوانین کا لحاظ نہ رکھنے کے سبب وہاں کے تمام اساتذہ نے اس طالب علم کا یونیورسٹی سے اخراج کا فیصلہ کرلیا، کیوں کہ سب اس کی حرکات سے تنگ آ چکے تھے لیکن اس فیصلے پر آخری رائے وائس چانسلر مدینہ اسلامک یونیورسٹی، عظیم سکالر و مفتی اعظم المملکۃ العربیۃ السعودیہ علامہ الشیخ عبدالعزیز ابن عبداللہ ابن باز ؒ کی ابھی باقی تھی، تمام اساتذہ اس مسئلہ کو لے کر ان کے پاس پہنچے اور سب نے مل کر کہا: محترم! اس طالب علم کی وجہ سے یونیورسٹی کا ماحول خراب ہو رہا ہے، کئی بار ہم لوگوں نے اپنے طور پر چاہا کہ وہ اپنی عادات سے باز آ جائے، اپنے اندر تبدیلی پیدا کرلے لیکن وہ اپنی عادات سے باز آنے کا نام نہیں لیتا، دن بدن اس کی شرارتیں بڑھتی ہی جا رہی ہیں، اگر اس کو یونیورسٹی سے نکال باہر نہ کیا گیا تو آنے والے وقت میں حالات اور بھی پیچیدہ ہو سکتے ہیں، اسی لیے آپ اس کے بارے میں ہماری رائے کو مان لیجیے، اور اس طالب علم کا اخراج کر دیں، تاکہ یونیورسٹی کا ماحول پرسکون رہے۔

علامہ الشیخ ابن باز ؒ نے اساتذہ کی بات سننے کے بعد فوراً ہنگامی میٹنگ طلب کی اور اس طالب علم کو بھی علامہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا، وہ طالب علم دل ہی دل یہ سوچ رہا تھا کہ شاید آج اس کا اس تعلیمی ادارے میں آخری دن ہے کیونکہ معاملہ بہت آگے تک بڑھ چکا ہے۔ لیکن اس وقت اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی، جب اس نے دیکھا کہ وقت کے مایہ ناز محقق، بے پناہ شہرت وعزت کے حامل علامہ الشیخ ابن باز ؒ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد اساتذہ کرام سے فرمانے لگے: بھائیو! ہم دین اسلام کے پیروکار ہیں، ہم خیر امت ہیں، ہم ایک ایسی امت ہیں، جس کا مقصد ہی دنیا کو غلط راستے سے ہٹا کر سیدھا راستہ دکھانا ہے، ہم اس دنیا میں دین سے دور لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانے کے لیے بھیجے گئے ہیں، جس طالب علم کے بارے میں آپ لوگ میرے پاس شکایت لے کر آئے ہیں وہ نہ تو میرا رشتہ دار ہے اور نہ ہی اس سے مجھے کوئی ناجائز ہمدردی ہے۔ پس! میں اتنا جانتا ہوں کہ یہ امت محمدیہ ﷺ کا ایک فرد ہے، جس کا ضائع ہو جانا افسوس کی بات ہوگی، یہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر اتنی دور سے علم حاصل کرنے آیا ہے، ممکن ہے شیطان کے بہکاوے میں مبتلا ہو کر اس نے ایسی حرکات کی ہوں، جو یونیورسٹی کے نظام کے خلاف ہیں، یا جس سے آپ لوگوں کی عزت پہ حرف آتا ہو لیکن ذرا مجھے بتایئے کہ ہم تمام لوگ جن کے سینوں میں اسلام کی سربلندی اور اللہ کے پیغام کو عام کرنے کے لیے ارمان مچل رہے ہیں، کیا ہمارا ایمان اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ سارے لوگ مل کر بھی ایک بچے کی اصلاح نہیں کر سکتے؟ کیا ہمارے اندر سے استقامت اور صبر کا جذبہ ختم ہو گیا ہے؟ علامہ الشیخ ابن باز ؒ گفتگو کرتے ہوئے جذباتی ہو گئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور لبوں پہ تھرتھراہٹ پیدا ہو گئی، علامہ صاحب کی یہ کیفیت دیکھ کر وہاں پہ موجود تمام اساتذہ کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔ وہ طالب علم بہت شرمندہ ہوا اور علامہ صاحب کی گفتگو سن کر رونے لگا، چند منٹ تک پوری مجلس پر خاموشی چھائی رہی، اس کے بعد سبھی اساتذہ کھڑے ہوئے اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ محترم! ہم لوگوں نے جذبات میں غلط فیصلہ کرلیا ہے، یہ طالب یونیورسٹی میں ہی رہے گا، ہم تمام لوگ آپ سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ! ہم سب مل کر اس طالب علم کو ایک نیک انسان بنا دیں گے، جہاں تک ممکن ہوگا، ہم اس کی اصلاح کی مکمل کوشش کریں گے۔

اس واقعہ کو گزرے ہوئے بیس سال کا طویل عرصہ بیت گیا، اس دوران نہ جانے کتنے طالب علم مدینہ اسلامک یونیورسٹی میں آئے اور چلے گئے، یونیورسٹی کی

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر مغل فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 25 سال، تعلیم ایم اے (جاری) قد 6 فٹ کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0321-8835165

☆ لاہور میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم اے، قد 5 فٹ 3 انچ کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ اور برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0322-4679758

☆ ایک شخص، عمر 48 سال، پہلی بیوی بچوں سے بوجوہ علیحدگی، کو عقد ثانی کے لیے مناسب رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0300-9650096

یادیں ماضی کا حصہ بن کر رہ گئیں، اس طالب علم کو فراغت حاصل کر کے نکلے ہوئے بھی زمانہ گزر گیا، بیس سال کی لمبی مدت کے بعد الاستاد علامہ الشیخ ابن باز ؒ افریقہ تشریف لے گئے، وہاں کے مختلف تاریخی جگہوں کو دیکھا، وعظ ونصیحت کا سلسلہ ہر جگہ جاری رہا، اسی دوران ان کا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا، جہاں کا چپہ چپہ مسلمانوں کی شان وشوکت کا آئینہ دار تھا، ہر طرف ٹوپی کرتا میں ملبوس لوگ سڑکوں پہ دکھائی دے رہے تھے، بلند وبالا مساجد سے بلند ہوتی اذان کی آوازیں اس پورے علاقے کو ایمان کی روشنی سے منور کیے ہوئی تھیں، گھروں سے قرآن کریم کی تلاوت کی صدائیں صاف سنائی دے رہی تھیں، الاستاد علامہ الشیخ ابن باز ؒ کے ساتھ جو لوگ ان کی رہنمائی کر رہے تھے، انہوں نے بتایا کہ محترم یہ پورا علاقہ کبھی کفر کا گڑھ تھا، مختلف اقسام کی بدعات یہاں رائج تھیں، خدائے واحد کی پرستش چھوڑ کر لوگ اپنی من مانی زندگی گزار رہے تھے، لیکن کئی سال قبل کی بات ہے کہ ایک عالم دین یہاں آئے انہوں نے کمر توڑ کوشش کی، لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلایا، سکون واطمینان کو ترستے یہاں کے باشندوں نے جب اسلام کا پیغام سنا تو ماضی کی تمام خرافات سے توبہ کر کے اسلام قبول کرتے گئے، اور آج الحمدللہ! صرف یہ بستی ہی نہیں بلکہ پورا علاقہ اسلام کی روشنی سے جگمگا رہا ہے۔

علامہ صاحب نے پوچھا کہ کیا وہ عالم دین ابھی حیات ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ جی ہاں! دور دراز مقامات سے لوگ ان کے پاس ڈھیروں دینی مسائل لے کر آتے ہیں، اور وہ ان کے مسائل کا تشفی بخش جواب دیتے ہیں۔ علامہ صاحب نے اسلام کے اس داعی سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، چند لوگوں کے ساتھ ان کے پاس پہنچے، قریب جا کر اس داعی سے علامہ صاحب کی نگاہیں ٹکرائیں تو وہاں موجود تمام لوگوں نے جو منظر دیکھا اس سے سبھی لوگ حیران رہ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ جیسے ہی علامہ صاحب اس عالم دین کے پاس پہنچے تو وہ عالم دین علامہ صاحب کو دیکھتے ہی دوڑتے ہوئے آئے اور گلے سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، علامہ صاحب کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ معاملہ کیا ہے؟ بالآخر اس عالم دین نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ استادِ محترم! ممکن ہے آپ کو یاد نہ ہو، میں آپ کا وہی طالب علم ہوں جو آج سے بیس سال پہلے آپ کی مہربانی کی بنا پر مدینہ اسلامک یونیورسٹی سے نکلتے نکلتے بچ گیا، اور میرا مستقبل تاریکی سے محفوظ رہا، آپ کی نصیحتوں کا ہی اثر ہے کہ اللہ نے مجھے اس لائق بنا دیا کہ آج لوگ امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح میرے ہاتھ پر اسلام قبول کر رہے ہیں، پورا علاقہ اللہ کی وحدانیت سے گونج رہا ہے۔ یہ سن کر استاد علامہ ابن باز ؒ نے انہیں ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا اور کہا: بیٹا! زندگی کے آخری سانس تک اسی طرح اپنے مشن میں لگے رہنا کیونکہ ”یہ دنیا کی زندگی تو بس! ایک دھوکے کا سامان ہے، اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے اور جو کام تم کر رہے ہو یہ آخرت کی سب سے اچھی تیاری ہے۔“

محترم قارئین! اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ کسی بھی تعلیمی ادارے کے سربراہ کو الشیخ علامہ ابن باز ؒ کی طرح دریا دل ہونا چاہیے، آج بہت سے تعلیمی اداروں میں چھوٹی چھوٹی غلطیوں کے سبب بچوں کا داخلہ بند کر کے ان کی زندگی کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ بلاشبہ! اس طرح کے فیصلہ کو سراہا نہیں جا سکتا ہے کیوں کہ کسی طالب علم کو ادارہ سے باہر کر دینا بہرصورت ایک بڑا قدم ہے، دیکھا گیا ہے کہ ایسے حالات میں ذہنی دباؤ کا شکار ہو کر، اور جذبات میں آ کر بعض بچے یا تو پڑھائی چھوڑ دیتے ہیں یا ایسی راہوں کا انتخاب کر لیتے ہیں، جو ایک بامقصد زندگی بسر کرنے والے انسان کا راستہ نہیں ہوتا، اس لیے تعلیمی اداروں کے سربراہان وذمہ داران کو ایسے فیصلوں سے بچنا چاہیے، انہیں یہ سوچنا چاہیے کہ بچے کسی بھی قوم کے معمار ہوتے ہیں، ایک طالب علم اگر نیک بن جاتا ہے، اپنے اندر قابلیت وصلاحیت پیدا کر لیتا ہے تو وہ جہاں بھی جائے گا علم کی روشنی پھیلتی جائے گی، اس کے وجود سے زمانے کو روشنی ملتی رہے گی اور اس کی کامیابی کا سہرا اس ادارے کے سر جائے گا، جس کے تعلیمی وتربیتی ماحول نے اسے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا اور اسے ایک کارآمد انسان بنایا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں فہم سلیم عطا فرمائے۔ آمین!

(ماخذ: علم اور علماء کرام کی عظمت)

غلبۂ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ فروری 2021ء جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ

مشمولات

☆ احیائے اسلام: جماعت سازی، خدشات اور تدارک — ایوب بیگ مرزا
☆ مستقبل اسلام کا ہے! — علامہ ناصر الدین البانیؒ
☆ دستورِ حیات — سید ابوالحسن علی ندویؒ
☆ خوشگوار زندگی کے سنہری اصول — عبدالرحمٰن ناصر السعدی
☆ اسلام میں نماز کا حکم اور اس کی تاکید — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ اہلِ کلیسا کے اختیارات کی کہانی — رضی الدین سیّد
☆ تاریخ یہود اور مسئلہ فلسطین — ڈاکٹر ساجد خاکوانی
☆ چند مشہور عربی تفاسیر اور ان کی خصوصیات (۲) — پروفیسر حافظ محمد قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ”بیان القرآن“ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

بابرکت نکاح وشادی

زینب ادریس ڈار

اسلام میں سب سے بابرکت نکاح اُسے قرار دیا گیا ہے جس کے مصارف انتہائی قلیل ہوں، یعنی سب سے اچھی اور بابرکت شادی وہ ہے جو کم خرچ اور انتہائی سادگی سے انجام پائی ہو۔

لیکن ہم نے شادی جیسی انتہائی اہم تقریب کو بھی دنیاوی نمائش کا شاہکار بنا دیا ہے، اور بجائے اس قباحت پر شرمندہ ہونے کے اسے اپنی شیخی بگھارنے کا ذریعہ بنالیا گیا ہے، چاہے اس کے لیے قرض ہی کیوں نہ لینا پڑے اور چاہے وہ قرض سُود پر ہی لیا گیا ہو جو بجائے خود انتہائی سخت ترین گناہ ہے اور اس کے لیے انتہائی سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

ہمارا معاشرہ پچھلی چند دہائیوں سے ایک گمبھیر اور پیچیدہ مسئلے میں الجھا ہوا نظر آتا ہے اور وہ مسئلہ ہے بچوں کی بروقت شادیاں اور ان کے گھر بار بسانے کا۔ اگرچہ آج سے چند دہائیوں پہلے بھی یہ مسئلہ کسی نہ کسی انداز میں اس معاشرے کا حصہ تھا لیکن اس وقت اس کی گمبھیریت نے اس قدر سنگین صورت حال اختیار نہیں کی تھی جتنی آج کے دور میں اختیار کر چکی ہے۔ آج کل تقریباً ہر دوسرے گھرانے میں والدین اس مسئلے کو لے کر نہ صرف پریشان دکھائی دیتے ہیں بلکہ ان کی بے بسی بھی واضح محسوس کی جا سکتی ہے۔

اگرچہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ مسئلہ بھی خود اس معاشرے کے لوگوں کا اپنا پیدا کردہ ہے، اس کا حل بھی خود ان ہی کے پاس موجود ہے اور پریشانی بھی خود کو ہی لاحق ہے اور تدارک ہے کہ ہو نہیں پا رہا۔ جب کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو اسلام نے چودہ سو سال پہلے نہ صرف اس طرح کے چھوٹے بڑے تمام معاشرتی مسائل کا بہترین حل واضح انداز میں بتا دیا تھا بلکہ اس پر عمل کرنے کی واضح تلقین بھی فرمائی تھی۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ پاکستانی معاشرہ جو ایک اسلامی معاشرہ ہونے کا دعویدار بھی ہے، اس کے باوجود اس طرح کے معاشرتی مسائل کے حل میں آج بھی بھٹکا ہوا اور مختلف خانوں میں بٹ کر پریشان حال دکھائی دیتا ہے۔

اس مسئلے کے بہت سے پہلو ہیں جن پر روشنی ڈالنا از حد ضروری ہے۔ سب سے پہلے تو بچوں کے نکاح میں تاخیر کی ایک بڑی اور اہم وجہ آج کل شادیوں کی تقریبات میں نمود و نمائش کا بے پناہ اضافہ ہے۔ موجودہ دور میں اکثر لوگ نمائش کے بے حد پروردہ دکھائی دیتے ہیں۔ وہ سادگی جس کی اسلام اور قرآن و سنّت میں تلقین کی گئی ہے، ڈھونڈنے سے بھی شاذ ہی کہیں دکھائی دیتی ہے۔ ورنہ تو ہر کوئی نمود و نمائش کو ضروری سمجھ کر اسے بخوشی اپنائے ہوئے ہے۔ ہفتوں بلکہ مہینوں چلنے والی نمود و نمائش سے بھرپور شادی کی تقریبات اسلامی تعلیمات کے بالکل منافی ہیں اور نکاح جیسی سادہ رسم سے ان کا دُور دُور تک کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس کے بعد دوسری اہم وجہ بھاری بھرکم جہیز کی خواہش اور مانگ ہے۔ ہمارے معاشرے کے اکثر گھرانوں میں بچوں کی شادیوں کے وقت نا صرف بھاری بھرکم سامان کی خواہش رکھی جاتی ہے بلکہ بہت سے لوگ تو اس قدر بے شرم و بے حس ہو چکے ہیں کہ مانگنے میں عار بھی محسوس نہیں کرتے۔ حالانکہ دین اسلام میں جہیز کا تصور بالکل ہی مختلف شکل میں ملتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ ؓ اور حضرت علی ؓ کی سادگی سے شادی اس کی ایک بہت بڑی مثال ہے، جس میں نکاح سے پہلے نئے جوڑے کی ضروریاتِ زندگی کا سامان حضرت علی ؓ کی زرہ بیچ کر خریدا گیا تھا جو کہ نہایت ہی مختصر اشیاء پر مشتمل تھا۔

تیسری اہم وجہ لڑکے اور لڑکیوں کی شکل و صورت کو پرکھنا اور ان میں دیو مالائی حسن تلاش کرتے ہوئے انھیں رد کرتے چلے جانا بھی شامل ہے۔ اور چوتھی وجہ رشتے کرتے ہوئے کاروباری نقطہ نظر رکھنا اور لڑکے یا لڑکی کے والدین یا خاندان سے کاروباری یا دیگر فوائد حاصل کرنا بھی اس معاشرے میں رشتے کرتے ہوئے اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

اب اس سب کا حل کیا ہے۔۔۔۔؟

قرآن و حدیث میں واضح طور پر اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ لڑکے اور لڑکی کے بالغ ہوتے ہی انہیں سادگی سے نکاح کے بندھن میں باندھ دیا جائے تاکہ وہ ایک حلال رشتے میں بندھ کر مطمئن اور صحت مند زندگی گزار سکیں اور گناہوں سے بچے رہیں۔ جبکہ ہمارے معاشرے میں اسلامی احکامات کے برعکس مذکورہ بالا سطور میں درج کی گئی اہم وجوہات اس معاملے کے حل میں سب سے بڑی رکاوٹ بنی ہوئی ہیں اور معاشرے نے انہیں لازمی قرار دے کر شرائط میں شامل کر رکھا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’النکاح من سُنّتی‘‘ نکاح میری سنّت ہے۔ ایک اور حدیث میں صاف صاف واضح کر دیا گیا ہے کہ نکاح کرتے ہوئے دین دار ہونا ہی پہلی ترجیح ہونی چاہیے اور دیگر معاملات اتنے اہم تصور نہیں کیے جانے چاہییں۔ جب کہ ہمارے یہاں معاملہ اب اس کے بالکل برعکس ہو چلا ہے اب اگر غور کیا جائے تو اس مسئلے اور مشکل کا حل بھی خود اسی میں پوشیدہ ہے۔

بیٹے یا بیٹی کا نکاح کرتے ہوئے سادگی کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور بے جا اسراف سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ بھاری بھرکم جہیز جیسی فرسودہ رسموں کا خاتمہ کرتے ہوئے نکاح کے وقت صرف لڑکی والوں پر بے جا اور اضافی بوجھ ڈالنے کے بجائے دونوں خاندان مل کر اشیائے ضرورت خرید کر نئے نکاح شدہ جوڑے کو دعاؤں کے ساتھ زندگی کے سفر پر روانہ کر دیں۔

اس کے علاوہ پوری کوشش کی جائے کہ لڑکی اور لڑکے کی شکل و صورت سے زیادہ سیرت اور دینداری کو پرکھا جائے اور پھر اس معیار پر ان کے انتخاب کا فیصلہ کیا جائے اور دولت سے زیادہ شرافت اور دینداری کو اہمیت دی جائے تو یقیناً یہ گمبھیر مسئلہ دھیرے دھیرے اپنے حل کی جانب گامزن ہو جائے گا۔ شرط صرف اس پر عمل کرنے کی ہے۔

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع 20 دسمبر 2020ء بمطابق 4 جمادی الاولیٰ 1442ھ بروز اتوار بمقام دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، لاہور میں منعقد ہوا۔ صبح 9:00 بجے پروگرام کا آغاز ہوا۔ نقابت کے فرائض حلقہ کے ناظم تربیت محسن محمود نے انجام دیے۔

❁ تذکیر بالقرآن: گارڈن ٹاؤن تنظیم کے فرزین احمد نے سورۃ الکہف کے چوتھے رکوع (آیات 27 تا 31) کی تلاوت کی۔ انہوں نے اس سورۃ کے فضائل اور تلاوت کی گئیں آیات کا ترجمہ وتشریح بیان کرتے ہوئے موجودہ دجالی تہذیب کے تناظر میں قرآنِ حکیم کے حقوق، دنیاوی واُخروی زندگی کی حقیقت اور ان کے انجام کو بھرپور انداز میں بیان کیا۔

❁ تذکیر بالحدیث: ماڈل ٹاؤن تنظیم کے رضاء الرحمٰن نے احادیث کی روشنی میں دورِ فتن کی نشانیاں، فتنوں سے کیسے بچا جائے اور ان کے لیے بشارتوں کو بیان کیا۔

❁ سیرتِ صحابہؓ: جوہر ٹاؤن تنظیم کے محمد عظیم نے حضرت عثمانؓ کی خصوصیات وفضائل بیان کیے، حیاء کے پہلو پر پُرزور توجہ دلائی۔

❁ چائے کا وقفہ: چائے کے وقفے کا اعلان کیا گیا، آپس میں تعارف اور مکتبہ سے مستفید ہونے کے لیے توجہ دلائی گئی۔

❁ انفاق فی سبیل اللہ: چائے کا وقفہ مکمل ہوا تو عبدالمہیمن پہلے سے ہی سٹیج پر موجود تھے۔ انہوں نے انفاق فی سبیل اللہ کی بھرپور وضاحت کے ساتھ اس کی اہمیت وضرورت کی طرف توجہ دلائی۔ اسی ضمن میں انہوں نے رزق کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کا دیا ہوا رزق صرف مال پیسہ ہی نہیں بلکہ وقت، جسم، اولاد، صلاحیت، اختیار وغیرہ بھی رزق میں شامل ہیں۔ آیات واحادیث کے حوالہ جات کے ذریعے انفاق فی سبیل اللہ کے مقاصد (تزکیہ، اللہ کے پسندیدہ بندوں میں شمولیت اور دنیا کی محبت وبخل سے بچاؤ) بیان کیے۔

❁ تنظیم اسلامی واپڈا ٹاؤن کے امیر فاروق احمد نے ایک روزہ پروگرام کی ضرورت واہمیت کو واضح کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے ہدایت کا بندوبست کیا ہے اور اس کو آگے پہنچانے کی ذمہ داری انبیاء ورُسل کے بعد امت کی ہے۔ انہوں نے شرکاء کو کتاب ''دعوتِ دین اور اس کا طریقہ کار'' سے استفادہ حاصل کرنے کی تجویز دی۔ داعی کی 6 بنیادی صفات اور دعوت کا طریقہ کار (آغاز اقرب فالاقرب کی بنیاد پر اور دائرہ وسیع کرتے کرتے پوری دنیا) بیان کیا۔

❁ تزکیہ نفس: مرکزی شعبہ تعلیم تربیت کے عبدالرؤف نے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 129 کی تلاوت فرمائی اور مسنون دعا کے بعد تزکیہ کا مفہوم واضح کیا، اور بتایا کہ تزکیہ ایک ذریعہ ہے بندگی کو کمال تک پہنچانے کا۔ تزکیہ کے مراحل علم کا تزکیہ، قلب کا تزکیہ، بدن کا تزکیہ، اعمال کا تزکیہ اور نفس کا تزکیہ بیان کیے۔ مسنون دعا کے ساتھ اختتام کیا۔

اختتامی کلمات: امیر حلقہ عطاء الرحمٰن عارف نے رفقاء کا دو ماہ میں دو بار حاضری پر اور پروگرام کا احسن طریقے پر انعقاد کرنے پر منتظمین ومعاونین کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے انفاق فی سبیل اللہ کے ضمن میں وقت کے اعتبار سے رفقاء کو روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ تنظیم کے لیے وقت نکالنے اور انفرادی دعوت کی طرف توجہ دلائی۔ مرکز دارالاسلام میں قرآن فہمی کورس کا ذکر کیا۔ اور آخر میں تنظیمی سطح پر بے حیائی کے خلاف حکومتِ وقت کو متوجہ کرنے کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان دنوں میں حیا سے متعلق ہینڈ بلز تقسیم کرنا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ ''اسرائیل کو کیوں تسلیم نہ کیا جائے'' سے متعلق ہینڈ بلز بھی جلد بھیج دیے جائیں گے۔ مسنون دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (مرتب: محمد عامر طالب)

❁ ❁ ❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ مظفر آباد تنظیم کے رفیق محمد بشیر مرزا کا بیٹا تشویش ناک حالت میں ہسپتال داخل ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے رفیق جناب ضمیر احمد وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی، امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین کی خوشدامن اور مشیر خصوصی برائے تنظیمی امور حلقہ کراچی جنوبی محترم ابوذر ہاشمی کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت/محترم ابوذر ہاشمی: 0321-8720922

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور صدر کے رفیق محترم محمد یاسین کی والدہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0333-9162955

☆ ملتان غربی کے رفیق تنظیم (حال سعودی عرب) محمد اکرم تبسم کی والدہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: واٹس ایپ: 00966598200216

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، میرپور کے مبتدی رفیق محمد زبیر کے والد وفات پا گئے۔ (شمارہ 3 میں اطلاع غلط چھپی ہے جس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں)

برائے تعزیت: 0345-5667993

☆ حلقہ سرگودھا کی مقامی تنظیم شرقی کے ناظم تربیت احمد حیات کے چچا زاد بھائی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0334-5407028

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Thirty Years Ago: The Gulf War

Thirty years ago, in the early hours of January 17, 1991, Operation "Desert Storm" began in the Persian Gulf, this war against Iraq opened the sequence of wars after the Cold War. The USA and its allies launched it at the moment when, after the collapse of the Berlin Wall, the Warsaw Pact and the Soviet Union were about to dissolve.

This operation created an entirely new geopolitical situation, and the US plotted a new strategy to take full advantage of it. In the 1980s, the US had supported Saddam Hussein's Iraq in the war against Khomeini's Iran. But when this war ended in 1988, the US feared that Iraq would acquire a prominent role in the region. The US then implemented the "divide et impera" policy again.

The US pushed Kuwait to demand the immediate repayment of its credit granted to Iraq and to damage it by over-exploiting the oil field that extended under both territories. Washington made Baghdad believe it wanted to remain neutral in the conflict between the two countries, but when Iraqi troops invaded Kuwait in July 1990, US formed an international coalition against Iraq.

A force of 750,000 men, 70 percent of them were American, was sent to the Gulf under the orders of US General Schwarzkopf. For 43 days – since January 17, 1991 – the US and their allied air forces carried out over 110,000 sorties with 2,800 aircraft, dropping 250,000 bombs, including cluster bombs that released over 10 million submunitions. Together with the US, British, French, Italian, Greek, Spanish, Portuguese, Belgian, Dutch, Danish, Norwegian and Canadian air and naval forces participated in the bombing.

On February 23, coalition troops, comprising over half a million soldiers, launched the ground offensive. It ended on February 28 with a "temporary ceasefire" proclaimed by President George Bush Sr. Immediately after the Gulf War, Washington sent an unequivocal message to adversaries and allies: "The United States remains the only State with truly global strength, scope and influence in every dimension – political, economic and military.There is no substitute for American leadership." (US National Security Strategy, August 1991).

The Gulf War is the first war in which the Italian Republic participated under US command, violating Article 11 of the Italian Constitution. NATO, while not participating officially as such, made its forces and bases available. A few months later, in November 1991, in the wake of the new US strategy the Atlantic Council launched the "new strategic concept of the Alliance."

The same year in Italy the "new defense model" was launched, and, overturning the Constitution, indicated the armed forces' mission "to protect national interests wherever necessary." Thus, with the Gulf War the strategy that guided the subsequent wars under US command – Yugoslavia 1999, Afghanistan 2001, Iraq 2003, Libya 2011, Syria 2011, and others – was born and presented as "humanitarian operations for the export of democracy."

How much this corresponded to the truth is testified by the millions of dead, disabled, orphans, refugees caused by the Gulf War, in what President Bush called "the crucible of the new world order" in August 1991. One and a half million deaths should be added, including the death of half a million children caused in Iraq by the subsequent 12 years of embargo, plus many more due to the long-term effects of depleted uranium bullets used extensively in the war.

After the deadly embargo, the new massacre was caused by the second war on Iraq launched in 2003. In the same "crucible" thousands of billions of dollars spent on the war burned: only for the second war in Iraq, the Congressional Office of the Budget estimated US long-term spending at approximately $2 trillion.

All this must be borne in mind when, shortly, someone in the big media will remind us of the thirtieth anniversary of the Gulf War, "the crucible of the new world order."

<u>**Source**</u>***: An article By ManlioDinucci; posted by the Centre for Research on Globalization (CRG).***

<u>**Note**</u>**:*The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.***

Vol: 30 Regd. No. C.P.L NO.114 No.04

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore